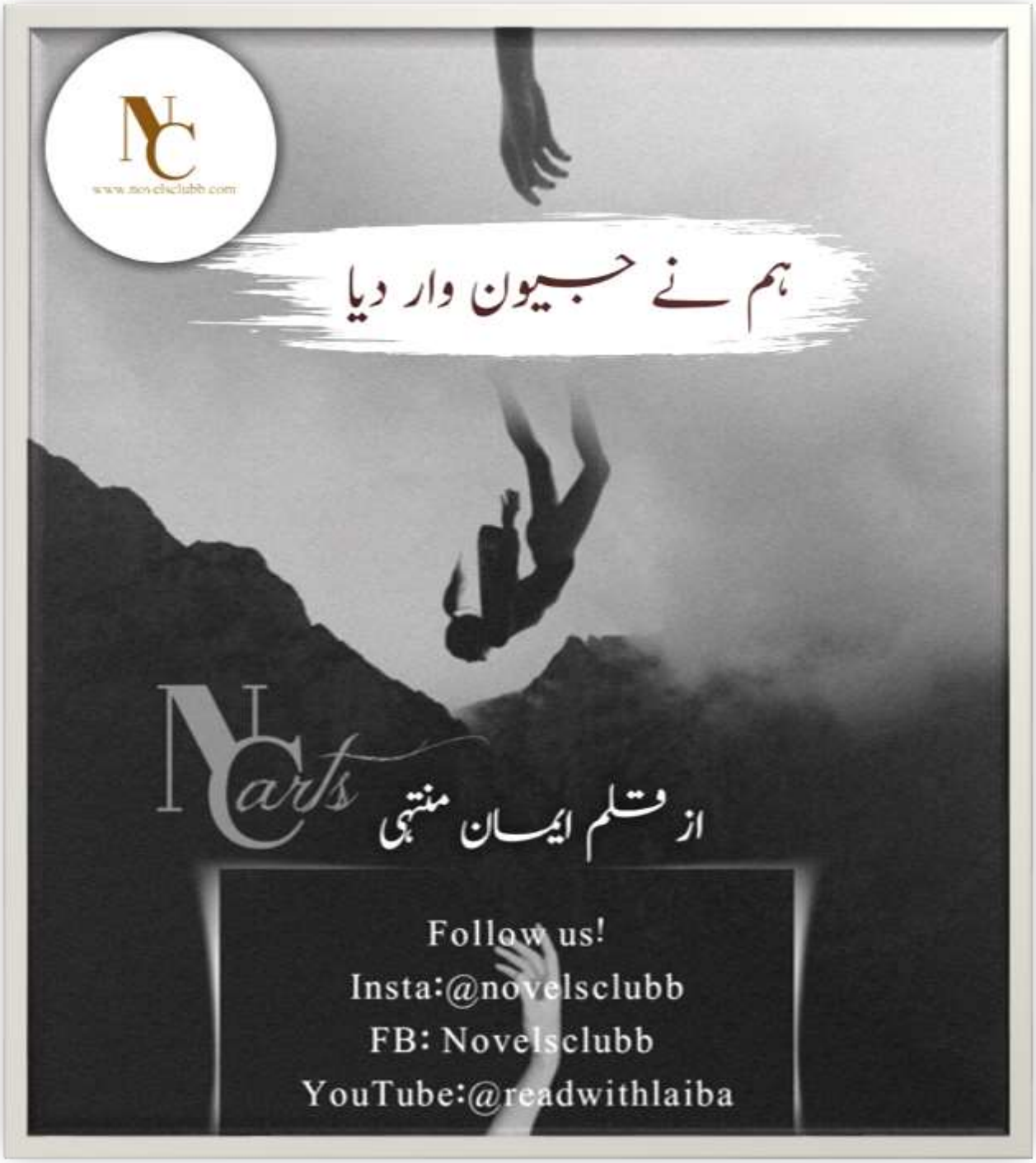
ہم نے جیون وار دیا
Arts
از قلم ایمان منتہی
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

ہم نے جیون وار دیا

از قلم

ایمان منتہی

www.novelsclubb.com

انتساب!

جن کی بے پناہ محبت اور ہم قدمی نے میرے خوابوں کی تکمیل کو ممکن بنا دیا

جن کا حوصلہ کٹھن اندھیری راہوں میں میرے لئے راہنما بنا

جن کی بدولت میرے لئے گر کر اٹھنا آسان ہوتا گیا

والدِ محترم کے نام

www.novelsclubb.com

ڈرا نہیں سکتا ہم کو اندھیرا، ہم اماوس میں چاند رکھتے ہیں

جو بھول جائیں رستے، تو انہی رستوں پر رہبر رکھتے ہیں

پیش لفظ

السلام علیکم ڈیئر ریڈرز۔

'خونِ جگر ہونے تک' کے بعد صفحہ قرطاس پر یہ میری دوسری تحریر ہے۔

'ہم نے جیون وار دیا'

اس کہانی کو لکھنا بہت کٹھن تھا۔ میں اسے شروع کرتے ہوئے جتنی پر جوش تھی، آہستہ آہستہ احساس ہوا کہ کہانی اور اس کے کرداروں کے ساتھ انصاف کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گی کہ جتنا وقت اس کہانی نے ابھرنے میں لیا، یہ اتنی ہی میرے دل کے نزدیک ہے۔ یہ کردار مجھے اتنے محبوب ہو چکے تھے کہ ان کی اذیتیں خود پر گزرتی محسوس ہوئیں۔ شائد میں کبھی الفاظ میں بیان نہیں کر سکوں گی جو اہمیت یہ کردار اختیار کر چکے ہیں۔ میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ یہ

میری بہترین کاوش ہے لیکن ہاں، میں نے اسے بہترین بنانے کی کوشش ضرور کی ہے۔ میری کوشش کتنی کامیاب ہوئی، یہ آپ بتائیں گے۔

جنہوں نے میری پہلی تحریر 'خونِ جگر ہونے تک' پڑھی ہے، وہ جانتے ہوں گے کہ اس کی کہانی ادھوری چھوڑ دی گئی تھی۔ کچھ رازوں کا کھلنا باقی تھا۔ یہ کلئیر کرنا ضروری ہے کہ میرا یہ ناول 'ہم نے جیون وار دیا' اس کا **دوسرا حصہ نہیں** ہے۔ کہانی مختلف ہے، کردار نئے ہیں۔ لیکن آنے والی کچھ اقساط میں آپ 'خونِ جگر ہونے تک' اور 'ہم نے جیون وار دیا' کا crossover پڑھیں گے، ان شاء اللہ۔ کچھ پرانے کردار اس نئی کہانی میں نظر آئیں گے۔ لیکن تب تک آپ زندگی کے اس نئے رخ کو کھوجنے کے سفر میں نئے کرداروں کے ساتھ نکلیں۔

یہ کہانی ہے،

زیان ارتضی کے کربِ مسلسل کی

زمل اعظم کی ابدی اذیتوں کی

www.novelsclubb.com

فراق اور ملن کے گرد گھومتی ان کی داستان

*****

قسط نمبر ۹

"اہلِ آرزو"

"جن غلطیوں کو ہم معمولی سمجھتے ہیں، ان کا خمیازہ قسمت پر اترتے ہوئے سارے کس بل نکال جاتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

رات اپنی تمام تر سیاہی سموئے اہلِ زمین پر اتر رہی تھی۔ ماہِ کامل کی سلور سی مہین دمکتی روشنی ہر شے پر پگھل کر ماحول کے سحر میں اضافہ کر رہی تھی۔ جوں جوں رات گہری ہو رہی تھی، فضا کا حبس دم توڑتا جا رہا تھا۔ ہلکی سی ہوا پتوں کو سرسرانے لگی تھی۔

وہ اینٹرنس کے گرد لگی گول سیڑھیوں پر بیٹھی، سر پلر سے ٹکائے خاموشی سے چہرہ اٹھائے سیاہی میں جگمگاتی ٹکیا کو دیکھ رہی تھی۔ خوبصورت آنکھوں میں جس کا لرزتا عکس چمک رہا تھا۔ وہ ماحول کی خوبصورتی سے مکمل بے نیاز، اپنی سوچوں میں گم تھی۔ انداز میں مبہم سی تکان تھی۔ دن میں چڑھا یا خول رات کے اندھیرے میں چٹخنے لگتا تھا۔ ساری سوئی ہوئی اذیتیں جاگ اٹھتی تھیں۔ اس نے گہری سانس لے کر دل کو ٹٹولنا چاہا۔

وہی خالی پن، جو کسی کھائی کی طرح گہرا تھا، اس کے اندر بسیرا کئے ہوئے تھا۔ جو آہستہ آہستہ اپنی جڑیں مضبوط کرتا، دل کو مردہ کر رہا تھا۔ اس نے تھک کر آنکھیں بند کر لیں۔ بے چینی رگوں میں سنسناہٹ اتار رہی تھی۔ آخر کیوں سب پا کر بھی وہ بے سکون تھی؟ کیا تھا جو وہ نظر انداز کر رہی تھی؟ کیسی متاع تھی جسے وہ پیچھے چھوڑ رہی تھی؟

سوال ان گنت تھے جن کے جواب جیسے وقت کی چلتی سوئیوں میں مبہم تھے۔

سر جھٹک کر اس نے گود میں رکھا موبائل اٹھایا اور اسکرین روشن کی۔آنکھیں چھوٹی کیئے،وہ نمبر ملا رہی تھی۔مگر گھنٹی جانے سے قبل ہی موبائل بند ہونے کی اطلاع موصول ہوئی۔

اس کے لب بھینچ گئے۔

"رات کے گیارہ بجے بھی ان کا ایکشن ختم نہیں ہوتا۔زیادہ ہی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے۔" وہ تند ہی سے بڑبڑاتے ہوئے اسکرین بجھانے لگی تھی جب کال آنے لگی۔پل کے لئے آنکھوں میں حیرت لہرائی۔اس وقت مائعزم کیوں کال کرے گی؟سر جھٹکتے ہوئے سبز نشان سوائپ کیا۔

"السلام علیکم،خیریت مائعزم؟"اس نے چھوٹتے ہی پوچھا تھا۔

"دروازہ کھولو،میں باہر ہوں۔" لمحے کی خاموشی کے بعد مائعزم کی ٹھہری ہوئی سنجیدہ آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

زمل کے دل نے دھڑکن بے اختیار خطا کی۔کچھ تھا جو کھٹکنے لگا تھا۔خشک ہوتے حلق کو تر کرتے ہوئے وہ اٹھی اور ان لاک کرتے ہوئے دروازہ کھول دیا۔

چوکنی نگاہوں سے ارد گرد دیکھتی مائعزم دروازہ کھلنے پر بے اختیار سیدھی ہوئی اور پھر تیزی سے اندر داخل ہوتے ہوئے زمل کی طرف پلٹی جو دروازہ بند کر رہی تھی۔

"تم باہر تھیں اس وقت؟"

لاک کرتے زمل کے ہاتھ رکے۔گہری سانس لے کر وہ اس کی جانب مڑی۔

اسکارف لپیٹے،ہیزل آنکھوں والی لڑکی کا انداز بالکل بھی نارمل نہیں تھا۔کچھ تھا جو دل کو گھٹن کی جانب دھکیل رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے؟"اس کی آواز سرسراتی ہوئی تھی۔

مائعزم جواب دیئے بغیر،اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی۔انداز میں عجلت تھی۔لاؤنج کی راہداری میں زرد بتیاں روشن تھیں۔

"مائعزم، آخر ہوا کیا ہے؟" زمل نے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ چہرے کا رنگ متغیر پڑ رہا تھا۔

دروازہ بند کرتے ہوئے وہ اس کی طرف پلٹی۔ لب کاٹتے ہوئے گہری سانس لی۔

"زیان اور عارب پر حملہ ہوا تھا۔"

زمل کو اس کے الفاظ سمجھنے میں لمحہ لگا تھا، جب سماعتوں نے سیسہ جذب کیا تو وہ بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹی۔ بے رنگ ہوتا چہرہ سفید پڑنے لگا۔ خوف... رگوں میں سرایت کرتا خوف پھیلنے لگا۔

"زیان نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ دشمن یہاں حملہ نہ کر دیں، ڈونٹ وری سب..."

"وہ خود کہاں ہے؟" زمل نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔ نامحسوس انداز میں دائیں ہاتھ کی مٹھی بھینچے، وہ ہراساں نگاہوں سے مائعزم کو دیکھ رہی تھی۔ راہداری میں جیسے وقت سست پڑ گیا تھا... زرد روشنیاں تمازت کھو رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

مائعزم نے گہری سانس لے کر کنپٹی مسلی۔

"اسے زیادہ چوٹ نہیں لگی لیکن عارب انجرڈ تھا...اس کی سرجری چل رہی ہے۔" آخر میں بے دردی سے لب کچلا۔

زمل نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ حلق میں جیسے کوئی پھندا سا پڑ گیا تھا۔ وہ تھک کر صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی۔

"کیا ہوا تھا؟" اس کی آنکھیں گلابی پڑ رہی تھیں۔

مختصر لفظوں میں ساری بات سناتے ہوئے مائعزم کھڑکیوں کے پردے برابر کر رہی تھی۔ چہرہ سنجیدہ مگر کافی حد تک مضطرب لگتا تھا۔ زمل نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

"ہمیں انابیہ کے پاس ہونا چاہیے تھا۔"

"نہیں، وہ جو کوئی بھی ہے ہم پر حملہ کرنے کی کوشش ضرور کریں گے۔ میں رسک نہیں لے سکتی۔" مائعزم نے قطعی انداز میں نفی میں سر ہلایا۔

www.novelsclubb.com

زمل نے دو انگلیوں سے کنپٹی مسلی پھر سر اٹھا کر سینے پر بازو لپیٹے کھڑی لڑکی کو دیکھا۔

"ہم ہاسپٹل جا رہے ہیں۔" حتمی لہجے میں کہتے ہوئے وہ آنکھیں رگڑ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بالکل نہیں...زیان نے منع کیا ہے۔وہ..." مائعزم نے تیزی سے نفی کرنی چاہی۔

"جیسے وہ ہماری بات مانتا ہے؟ رائیٹ۔" وہ سر ہلا کر کمرے کی جانب بڑھ گئی۔آنکھوں میں اضطراب اور برہمی کی ملی جلی لہر تھی۔

مائعزم پیشانی کو چھوتے ہوئے، بے اختیار اس کے پیچھے آئی۔وہ فکر مند لگتی تھی۔

"زمل...حالات ابھی سازگار نہیں ہیں یار۔اگر کچھ ہو گیا تو میں ہی ذمہ دار ٹھہروں گی۔بات سمجھنے کی کوشش کرو۔"

وارڈروب سے عبایہ نکالتے ہوئے زمل نے گہری سانس لی اور اس کی طرف پلٹی۔

"پہلی بات، انابیہ کو ہماری ضرورت ہے۔ تمہیں اس کے پاس ہونا چاہیے تھا لیکن تم یہاں آ گئیں۔ جتنا اس نے میرا ساتھ دیا تھا، میں اس وقت اسے تنہا چھوڑنے کی کم ظرفی نہیں دکھا سکتی، وہ بھی صرف تم لوگوں کے اسکیپر کے کہنے پر۔ خاموشی سے میرے ساتھ چلو۔ دوسری بات... کچھ نہیں ہو گا، بھروسہ رکھو۔"

مائعزم جو بددلی سے سن رہی تھی، اس کی دوسری بات پر تپ اٹھی۔

"پتہ چل رہا ہے کہ مسز ارتضی محو گفتگو ہیں۔" وہ اس کی ڈھٹائی پر جل کر بولی تھی۔

زمل عبایے کی زپ بند کرتے ہوئے رکی، ابرو چکا کر اسے دیکھا پھر سر جھٹک کر زپ کھینچتے ہوئے اسکارف اٹھایا۔

"کار اسٹارٹ کرو۔" اب وہ سنجیدگی سے اسکارف لپیٹ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

مائعزم نے ضبط سے کارکیز مٹھی میں بھینچیں اور پلٹ گئی۔اس کی بڑبڑاہٹ زمل تک نہیں پہنچی۔اس کے جاتے ہی سنجیدہ اور ٹھہرے ہوئے تاثرات میں دراڑ پڑی۔آنکھوں کا اضطراب گہرا ہوا۔

دھیرے دھیرے کوئی سیاہ خیال دل میں اپنے پنجے گاڑتا راسخ ہونے لگا...زندگی کو بدل دینے والے خوف نے جنم لے لیا تھا...ابتدا ہو چکی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

ہاسپٹل کی راہداری میں وہی ڈس انفیکٹنٹ کی ناگوار کی بو پھیلی ہوئی تھی۔اوٹی کی سرخ بتی روشن تھی۔بنچ پر بیٹھی لڑکی، سر ہاتھوں میں گرائے سُن بیٹھی تھی۔سفید ٹائلز پر گرتے بے رنگ قطرے مدغم ہو کر مبہم ہو رہے تھے۔جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے، ٹہلتے ہوئے باسل نے ایک متاسف نگاہ اس پر ڈالی پھر مڑ کر آپریشن تھیٹر کے بند دروازوں کو دیکھا جہاں سے کوئی حوصلہ افزا خبر نہیں مل رہی تھی۔وہ سر جھٹک کر دائیں جانب مڑ گیا۔

راہداری کے اختتام پر نیلے رنگ کا پردہ اٹھا کر وہ اندر داخل ہوا۔بیڈ کے گرد کھڑے ڈاکٹر اور نرسز کی وجہ سے منظر قدرے واضح نہیں تھا مگر وہ یونہی نگاہیں اٹھائے ڈرپ کو دیکھے گیا جس میں سے قطرہ قطرہ محلول ٹیوب کے ذریعے اتر رہا تھا۔

ڈاکٹر انجیکشن لگاتے ہوئے سیدھا ہوا۔اب وہ رخ موڑے نرس کو کچھ سمجھا رہا تھا۔ باسل ہلکا سا کھنکھارا۔ڈاکٹر نے پلٹ کر دیکھا اور سر کو خم دے کر گلوز اتار کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔نرسز نے بھی ٹرے اٹھائے تقلید کی۔باسل آہستگی سے آگے آیا۔

"زیان۔"اس نے دھیرے سے پکارا۔

تکیے پر سر گرائے،اس نے بے اختیار آنکھیں کھولیں۔سرخ متورم،انجیکشن کے زیرِاثر بوجھل ہوتی آنکھیں۔ماتھے پر پٹی بندھی تھی۔چہرے پر لگی خراشوں اور کٹ کے علاوہ کوئی اور نشان نہ تھا۔

"عارب؟"اس نے ڈوبتی آواز میں پوچھا تھا۔

باسل نے گہری سانس لی اور ہلکا سا جھکا۔

"سر جری ہو رہی ہے۔ وہ ٹھیک ہو جائے گا۔ تم آرام کرو، کچھ نہیں ہو گا۔" وہ اس کا ہاتھ تھپکتے ہوئے نرمی سے کہہ رہا تھا۔

زیان نے آنکھیں میچ کر کھولیں پھر آہستگی سے اٹھ بیٹھا۔ باسل خفگی سے پیچھے ہوا۔

"تمہیں آرام کرنے کو کہا ہے۔"

دونوں ہاتھ اطراف میں جمائے، زیان نے سر کو نفی میں جنبش دی۔ نگاہیں جھکائے، وہ سفید بے داغ ٹائلز کو دیکھ رہا تھا۔ جن پر سیاہ و سرمئی رنگوں میں منظر کسی فلم کی طرح چل رہے تھے۔ حلق میں کوئی پھندا سا پڑ گیا۔

"مجھے تم پر بھروسہ کرنے کے لئے اسباب کی ضرورت نہیں ہے۔"

کتھئی آنکھوں میں سرخ سی لکیریں اترنے لگیں۔ دل میں اٹھتا طوفان اعصاب جھنجھوڑ رہا تھا۔ اس لمحے اندازہ ہوا تھا کہ عارب عمر کا دل میں وہ مقام تھا کہ اس کے ساتھ ہی سانسیں اکھڑتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"میرے سامنے ہیرو بن کر میرا پارہ نہ چڑھایا کرو۔ زہر لگتے ہو۔"

اب کہ لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے اس نے نمی آنکھوں تک آنے سے روکی۔ہاتھوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔لمحے بھر کو نگاہیں دھندلائیں مگر اس نے سر جھٹک دیا۔باسل نے تاسف سے اسے دیکھا۔ڈھٹائی اس بندے پر ختم ہوتی تھی...اس نے جیسے رائے قائم کر لی تھی۔

"تم نے مجھے بھائی تو دور دوست تک نہیں سمجھا تھا۔"

اس زخمی لہجے کی بازگشت زخموں کو ادھیڑ گئی۔وہ بھاری ہوتے قدم اٹھا رہا تھا۔کوریڈور کی سفیدی یکدم ہی سیاہی میں ڈھلنے لگی تھی...سرد سا احساس بڑھتا جا رہا تھا۔اس نے رک کر اوٹی کی سرخ بتی کو دیکھا۔تنفس سینے میں اٹکنے لگا۔

"میں نے اپنی وفا اور دوستی غلط جگہ انویسٹ کی۔"

ایک باغی قطرہ پلکوں کی باڑ پھلانگ کر چہرے پر پھسلتا گیا۔ہاتھ کی پشت سے رگڑتے ہوئے اس گردن موڑ کر لوہے کی کرسی پر بیٹھی لڑکی کو دیکھا۔اس نے گیلی زکام زدہ سانس اندر کو کھینچی۔

"بیہ۔" آہستگی سے پکارا۔

انابیہ نے سرخ بھیگی نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ ہشاش بشاش سی لڑکی لمحوں میں ہی مرجھانے لگی تھی۔

"تمہیں آرام کرنا چاہیے تھا۔" وہ بھاری، گیلی آواز میں کہہ رہی تھی۔

زیان نے بے بسی سے اسے دیکھا پھر ایک کرسی چھوڑ کر بیٹھا۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا... وہ اتنی آسانی سے جان نہیں چھوڑے گا۔ اسے ٹھیک ہونا پڑے گا۔"

وہ آخر میں شکست خوردگی سے بڑبڑایا تھا۔ کاش کہ وہ کوئی پائیدار تسلی دے سکتا۔ انابیہ کے رکے آنسو پھر ابل پڑے۔ اس نے چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔

دیوار سے ٹیک لگائے، جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے باسل خاموشی سے کتھئی آنکھوں میں پنہاں خوف اور بے بسی کا امتزاج دیکھ رہا تھا۔ وہ ٹھیک کہتا تھا... گھن چکر بنی ذات ہر کسی کو راس نہیں آتی۔

"آخر اپنے باپ کے بیٹے ہو...دوسرے جئیں یا مریں... تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔"

اس نے گہری سانس لے کر سر جھٹک دیا۔اپنی بدگمانیاں دور کرنے کے لئے عارب عمر کو اسے اس حال میں دیکھنا چاہیے تھا۔

قدموں کی آہٹ پر وہ بے ساختہ چونکے۔زیان نے گردن موڑی،اگلے ہی لمحے ماتھے پر بل پڑ گئے۔وہ تیزی سے اٹھا۔

اسے دیکھ کر لمحے کے لئے زمل کے قدم رکے۔خون آلود شرٹ جس پر لگا خون خشک ہو کر سیاہی مائل ہو رہا تھا...ماتھے پر بندھی پٹی اور چہرے کی خراشیں...زمل نے پہلو میں گرے ہاتھ کی مٹھی نامحسوس انداز میں بھینچ لی۔جو خاردار احساس دل میں جنم لے رہا تھا،وہ اپنا مدار پھیلانے لگا۔

"تم یہاں کر رہی ہو؟" وہ اس کے قریب آ کر دبی دبی آواز میں برہمی سے پوچھ رہا تھا۔

زمل نے چونک کر اسے دیکھا پھر گہری سانس لی۔

"انابیہ کے لئے آئی ہوں۔ تمہیں تو ایک کال کرنے کی توفیق نہیں ہوئی تھی۔" وہ بھی تڑخ اٹھی مگر آواز دھیمی ہی تھی۔انداز میں شکوہ سا تھا۔

زیان نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔وہ اسے نظر انداز کرتی انابیہ کی جانب بڑھ گئی۔اس نے پلٹ کر دیکھا۔وہ اب انابیہ کے ہاتھ تھامے نرمی سے کچھ کہہ رہی تھی۔ گردن مسلتے ہوئے وہ دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تم جانتے ہو کہ یہ کس نے کیا ہے؟"

باسل کی آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا۔ کتھئی آنکھوں میں یکدم ہی کوئی چنگاری سی سلگ اٹھی تھی۔

"وہی جو ہمارا ٹارگٹ ہیں۔" جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے،وہ دیوار سے ٹیک لگائے سرخ بتی کو دیکھ رہا تھا۔

"ان میں سے ہم صرف ملائکہ کو جانتے ہیں مگر وہ اتنی آسانی سے یہ حملہ کروانے کا رسک نہیں لے سکتی، بالخصوص جب کہ وہ جانتی ہے کہ یو ایس بی تمہارے پاس ہے یعنی اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہے مگر اس حملے کے پیچھے ان کا مقصد کیا تھا؟"

وہ جیسے آخر میں الجھ گیا۔

"وہ یہی چاہتے ہیں کہ کیس عارب کی تحویل میں نہ رہے۔ وہ اب اپنا ایس پی تعینات کر کے اپنی مرضی سے کیس چلائیں گے۔" چہرہ بے تاثر لیکن کتھئی آنکھوں میں جیسے کوئی حدت سلگ رہی تھی۔

اس کے دشمن اس کی حدود آزما رہے تھے۔

"لیکن کب تک؟ زیادہ سے زیادہ تین ماہ کا بریک مل سکتا ہے۔"

"شائد وہ انہی مہینوں میں کچھ ایسا کرنا چاہتے ہیں جو اوپن کیس کے ساتھ ممکن نہیں ہو گا۔"

"میرے خیال میں اب..."

اسی لمحے اوٹی کا دروازہ کھلا۔وہ دونوں بے اختیار سیدھے ہوئے۔سرجیکل ماسک اتارتا ڈاکٹر ان کے قریب آیا۔زیان نے سانس روک کر اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔

"آپریشن کامیاب ہو چکا ہے۔ہم نے بلٹ نکال دی ہے۔کچھ گھنٹوں تک اسٹیبل ہو جائے گا۔"وہ پیشہ وارانہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

فضا میں جیسے زندگی سی دوڑی تھی۔لمحے کے لئے سب ساکن ہو گئے۔زیان نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔دل پر گرتی نرم سی پھوار، سلگتے انگاروں کو بجھا گئی۔حلق میں اٹکتا گولہ نگلتے ہوئے پلٹ کر انابیہ کو دیکھا جو چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھر رو پڑی تھی۔اب کہ بے رنگ مائع کی داستان مختلف تھی۔

زمل نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے اسے خود سے لگا لیا۔

"ریلیکس انابیہ۔وہ بالکل ٹھیک ہے۔اب ایسے مت روؤ۔"وہ نرمی سے کہتے ہوئے اس کے بال تھپک رہی تھی۔

"شاباش اب رونا بند کرو۔اگر اسے پتہ چلا تو کتنا مذاق اڑائے گا تمہارا؟" مائعزم نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جھک کر سرگوشی کی۔

آنکھیں رگڑتے ہوئے انابیہ بے اختیار مسکرا دی۔

"تھینک یو۔" اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔

وہ چہرہ دھونے کے لئے وہاں سے اٹھ گئی۔باسل نے گہری سانس خارج کی۔یہ واقعی عجیب نمونے تھے۔وہ موبائل جیب سے نکالتا،پلٹ گیا۔اس کے جاتے ہی زیان ان کی طرف مڑا۔

"میں نے تمہیں کیا کہا تھا،مائعزم؟"

سنجیدہ سوال پر وہ دونوں بے اختیار چونکیں۔مائعزم نے خشمگیں نگاہوں سے زمل کو گھورا جو اس کی نظروں سے بے نیاز،ابرو اکھٹے کئے سامنے کھڑے لڑکے کے بگڑے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"زیان ارتضی کی بیوی میری بات مان سکتی تھی؟" مائعزم نے جیسے جتایا تھا۔"اب واپس لے جاؤ۔"

وہ جیسے مشورہ دیتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔زیان نے ابرو چکا کر عبایے والی لڑکی کو دیکھا۔

"میں نے کچھ سوچ کر ہی اسے تمہارے پاس بھیجا تھا۔اگر راستے میں کوئی حملہ..."

"تم ٹھیک ہو؟" اس نے سینے پر بازو لپیٹے،اس کی بات کاٹی۔نقاب سے جھلکتی آنکھیں پر سکون تھیں۔

زیان بے اختیار رُکا۔گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"یہ سوال تمہیں سب سے پہلے پوچھنا چاہیے تھا۔"

زمل نے بدقت مسکراہٹ روکی۔وہ خفگی سے جتا رہا تھا۔یعنی اس نے محسوس کیا تھا، گریٹ۔

"تمہیں سب سے پہلے مجھے بتانا چاہیے تھا۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

زیان کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑ گئے۔اس نے خفیف سا سر جھٹک دیا۔

"اب اجازت ہو تو تمہیں ڈراپ کر دوں؟"موضوع بدلتے ہوئے،اس نے بے اختیار بوجھل ہوتی آنکھیں رگڑیں۔جینز کی جیب سے کی رنگ نکالتا پلٹ گیا۔

زمل نے خفگی سے اسے دیکھا۔کیا اس نے اجازت دی تھی؟ہونہہ۔سر جھٹک کر تیز قدموں سے اس کی تقلید کی۔پارکنگ لاٹ پر چھائی رات کا دوسرا پہر دم توڑ رہا تھا۔

کار کا دروازہ کھینچ کر بند کرتے ہوئے اس نے گردن موڑی۔وہ سائیڈ مرر سے دیکھتا اسٹیرنگ گھما رہا تھا۔نیم رُخ سے دکھائی دیتی پٹی اور نشان پھر اسے مضطرب کر گئے۔

"میں ڈرائیو کر لوں؟"وہ بے اختیار کہہ اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"او نہوں، ٹھیک ہوں میں۔" کار سڑک پر ڈالتے ہوئے اس نے رفتار بڑھادی پھر نظریں ترچھی کر کے اپنی بیوی کو دیکھا جس نے اس کے دیکھتے ہی گردن سیدھی کرلی۔ وہ تکان سے مسکرایا۔

"کوئی پریشان ہوا تھا؟"

"نہیں لیکن کسی کا سر پھاڑنے کو شدت سے جی چاہا تھا۔" وہ سر جھٹک کر طنزیہ انداز میں بولی۔

زیان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ اس نے کندھے اچکائے۔

"آپ میرے ایڈونچرز میں پارٹنر تھیں، مسز ارتضی۔"

آواز میں کچھ تھا کہ زمل نے بے اختیار چہرہ موڑ کر دیکھا۔ نقاب تلے لب ذرا سا مسکرائے۔ وہ ہمیشہ یونہی ایک جذب اور استحقاق سے 'مسز ارتضی' کہتا تھا۔ خوف معدوم ہونے لگا۔

"پھر تم اپنی پارٹنر کو بتاؤ گے کہ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے حملہ کیا؟"

سنجیدگی سے کئے جانے سوال پر وہ بے ساختہ چونکا۔ سوالیہ نظروں کی تپش وہ خود پر محسوس کر سکتا تھا۔

"انویسٹی گینشن ہو گی تو پتہ چل جائے گا۔"

"نہ میں بچی ہوں جو تم مجھے بہلا رہے ہو اور نہ ہی تم اتنے معصوم ہو کہ حقیقت نہیں جانتے۔" زمل کا انداز جتاتا ہوا تھا۔ "یہ وہی تھے جن کا کیس تم لوگوں کو ملا ہے، رائیٹ؟"

زیان نے گہری سانس لے کر ایکسلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ ونڈ اسکرین سے منعکس ہوتی زرد روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ممکن ہے۔"

"اگر آج کچھ ہو جاتا تو تم کیا کرتے؟"

"اس خوف سے گھر بیٹھ جائیں؟ جو ہونا ہے، وہ ہو جائے گا۔" زیان کا انداز ٹھوس اور بے لچک تھا۔

زمل نے ایک ملامتی نگاہ اس پر ڈال کر نظریں سیدھی کر لیں۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ نقصان کا اثر صرف اٹھانے والے کو ہوتا ہے؟ اس سے جڑے رشتوں کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہو؟"

لبوں پر مٹھی رکھے، زیان نے گہری سانس لی۔ بحث شروع ہو چکی تھی جس سے پچھلے ایک مہینے سے وہ پہلو تہی برت رہا تھا۔

"اب کل جب یہ خبر پھیلے گی تو اندازہ ہے کہ تمہارے ماں باپ کو کیسی تکلیف ہو گی؟" وہ یونہی سامنے دیکھتے ہوئے ٹھنڈے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

سر کے پچھلے حصے میں اٹھتا درد، گردن تک سرایت کرنے لگا تھا۔ زیان نے بے اختیار پیشانی رگڑی۔ عام سے انداز میں کئے جانے والے سوال، کوڑوں کی مانند لگ رہے تھے۔ یہ انداز ہی تھا جو ان سوالوں کو مزید ثقیل بنا رہا تھا... ٹھہرا ہوا، بے تاثر، سرد انداز۔

www.novelsclubb.com

"یا میں یہ سمجھوں کہ دوست کی فکر میں ہلکان ہونے والے شخص کو اپنے خون کے رشتوں کی قطعی پروا نہیں ہے؟"

لمحے کے لئے زیان ارتضی کو کوئی لاوا سا خود میں پھٹتا محسوس ہوا۔اسٹیرنگ پر جمے ہاتھوں کی نسیں ابھرنے لگیں۔ حلق میں جیسے کانٹے اُگ آئے تھے۔نامحسوس انداز میں اسپیڈ بڑھادی۔

زمل نے لب کاٹتے ہوئے اس کی خاموشی پر گہری سانس لی۔ایک دفعہ پہلے بھی بات کرنے پر اس کا انداز بدل گیا تھا...دوبارہ شروع کرنا بہت کٹھن تھا لیکن وہ مزید بوجھ خود پر نہیں لاد سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"زین۔"

مدھم سی پکار پر زیان ارتضی کو اپنا دل رکتا ہوا محسوس ہوا۔ایک جھٹکے سے اس نے کار روک دی۔گلابی پڑتی آنکھوں سے نقاب والی لڑکی کو دیکھا جو اسے نئی بھٹی میں دھکیل گئی تھی۔

اس کے یوں دیکھنے پر لمحے کے لئے زمل کا دل لرزا۔

"تم ایسا نہیں کر سکتیں، زمل۔" وہ ضبط بہ زور بولا تھا۔ اسٹیرنگ تھامے ہاتھوں کی نسیں ابھر رہی تھیں۔

"تمہیں غلطی کرنے دوں؟" وہ بے بس ہوئی۔

"ایک طویل عمر انہی غلطیوں کی سزا بھگتی ہے اور اب بھی بھگت رہا ہوں۔ تم ان میں اضافہ مت کرو، پلیز۔" تنی رگیں اس کے اندر کے خلفشار کی عکاسی کر رہی تھیں۔ صرف وہ جانتا تھا کہ کیسے اس نے اپنے اندر کے لاوے کو پھٹنے سے روکا تھا مگر برداشت کا بند اب بھی ڈگمگا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زمل چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر گہری سانس لے کر سر کو خم دیا۔

"اب اندر چلو۔" کار کا لاک کھولتے ہوئے اس کے انداز میں نرمی تھی۔

"تم جاؤ، میں..."

"تم کہیں نہیں جا رہے، زیان ارتضی۔" وہ اس کی بات کاٹ کر تحمل سے بولی۔ "دو بجے تم کہیں نہیں جا رہے۔ شرافت سے اندر آؤ۔"

زیان نے نظریں پھیر کر کچھ متعجب ہو کر اس کا انداز دیکھا۔ جس کے چہرے پر پچھلی بات کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔ کتنی آسانی سے وہ اس کی اندر حشر مچا کر پر سکون رہتی تھی۔ اس نے سر جھٹک دیا اور لاک کھولنے لگا۔

خاموش سڑک پر کھڑے درختوں نے دونوں نفوس کو آگے پیچھے اندر جاتے دیکھا اور پھر سیاہ دروازہ بند ہو گیا۔ ان کے پتے سانس روکے ساکن تھے کیونکہ کچھ تھا حبس زدہ فضا میں جو وہ محسوس کر سکتے تھے۔ آتے وقت کی مدھم چاپ... طوفان سے پہلے کی خاموشی یا پھر ناسور بن چکے زخموں کے ادھڑنے کے لمحات... وہ جو بھی تھا، خوش آئیند ہر گز نہیں تھا۔

کہانا، ہر نئی شروعات آزمائی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح حبس زدہ طلوع ہوئی تھی۔لاؤنج میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔اوپن کچن کے پار،وہ کام میں مصروف تھی۔بالوں کو اونچی پونی میں باندھے،وہ فریش چہرہ لئے،پھیلاوہ سمیٹ رہی تھی جب موبائل بجنے لگا۔وہ ٹشو سے ہاتھ رگڑتے ہوئے آگے ہوئی اور موبائل اٹھالیا۔نمبر دیکھ کر گہری سانس لی۔

"السلام علیکم،آنٹی۔"

"زمل،یہ کیا ہے؟زیان اور عارب ٹھیک ہیں؟"سائرہ بے قراری سے پوچھ رہی تھیں۔انجانا سا خوف آواز میں جھلک رہا تھا۔

"ریلیکس آنٹی،اب سب ٹھیک ہے۔پریشان مت ہوں۔"لاؤنج میں آتے ہوئے اس نے ٹیبل سے ریموٹ اٹھایا اور سیدھی ہوئی۔"زیان بھی ٹھیک ہے۔عارب کی رات کو سرجری ہوئی تھی،وہ وہیں گیا ہوا ہے۔ڈونٹ وری۔"

دوسری جانب سائرہ نے لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے نمی اندر اتاری۔دل ہنوز کسی سوکھے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔

"آنٹی۔"صوفے پر بیٹھتے ہوئے زمل نے فکر مندی سے پکارا۔

"عارب کیسا ہے اب؟"انہوں نے بوجھل انداز میں پوچھا۔

"اب اسٹیبل ہے۔آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں؟"

"وہ پولیس میں ہے،اس کا سمجھ آتا ہے لیکن زین وہاں کیا کر رہا تھا؟"

زمل پل کے لئے چونکی۔زین؟ مگر پھر سر جھٹک دیا۔اب ماں کو بیٹے کے کارنامے بتا کر مزید ان کا بی پی لو کرے؟ ہونہہ۔

"وہ عارب کو پِک کرنے گیا تھا،راستے میں ہی حملہ ہوا تھا۔آپ فکر مند نہ ہوں، سب ٹھیک ہے۔"

www.novelsclubb.com

سائرہ نے بے اختیار دو انگلیوں سے آنکھیں مسلیں۔

"آپ نے اسے کال نہیں کی؟"لمحے کی خاموشی کے بعد اس نے دھیرے سے پوچھا۔

سائرہ کا دل پل کے لئے رک گیا۔لبوں کو زخمی مسکراہٹ چھو گئی۔دل میں اٹھتی ٹیس کو نظر انداز کر دیا۔انہیں اپنے فیصلے پر کبھی پچھتاوا نہیں تھا... تئیس سال پہلے کسٹڈی کے کیس کے لئے بھی نہیں... تئیس سال بعد اسی بیٹے کو دوبارہ چھوڑنے پر بھی نہیں۔موقع ملے گا تو وہ ہر دفعہ یہی کریں گی۔

کیا اب تم نے جانا کہ زیان ارتضی نے ہٹ دھرمی اور ضد کے عناصر کہاں سے لئے تھے؟

"دیکھتے ہیں۔تم آج آؤ گی؟"

سوال یکسر نظر انداز کر دیا۔زمل کی آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا۔یہ ماں بیٹے کا کیسا رشتہ تھا جو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی...دونوں ایک دوسرے کے لئے بے قرار و بے حال تھے اور دونوں فاصلے سمیٹنے پر بھی رضامند نہیں تھے۔دل بوجھل ہو گیا تھا۔

وہ اب بے دلی سے انہیں کچھ کہہ رہی تھی۔

کئی میل دور ہاسپٹل کے پارکنگ لاٹ میں سیاہ وی ڈبلیو آکر رکی۔اگنیشن سے چابی نکالتے ہوئے حسام ارتضی نے عجلت سے دروازہ بند کیااور اندر کی جانب بڑھ گئے۔

مطلوبہ کوریڈور کی طرف مڑتے ہی ان کے قدم برف ہو گئے۔پل کے لئے دنیا رکتی محسوس ہوئی۔

آہٹ پر موبائل میں گم،زیان نے بے اختیار سر اٹھایا۔کتھئی آنکھیں یکدم ہی بے تاثر ہو گئیں۔سپاٹ تاثرات لئے وہ موبائل آف کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ دو سال بعد اسے دیکھ رہے تھے مگر اکھڑ امزاج اور بے تاثر نگاہیں آج بھی ویسی ہی تھیں۔دل جیسے الٹی برچھی سے کٹا تھا۔جو بیج انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بوئے تھے،اس کی فصل کاٹتے ہوئے اب انگلیاں زخمی ہو رہی تھیں۔

"السلام علیکم۔"

سنجیدہ آواز پر ان کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے انہوں نے سر کو خم دیا۔

"وعلیکم السلام۔کیسا ہے عارب؟"ان کا انداز بھی سپاٹ تھا۔آہ،Irtezas کی انا...

"اب بہتر ہے۔چیک اپ ہو رہا ہے۔"مختصر اجواب دیتے ہوئے وہ اپنے جوتوں کو دیکھ رہا تھا۔کئی زخم تھے جو خاموشی سے ادھڑ گئے تھے۔تکلیفیں وہ جو چپکے سے زندان سے آزاد ہو گئی تھیں۔

"تمہاری ماں جیسی عورتوں کی اولاد یونہی سب کو رسوا کرتی ہے۔"

"زمل جیسی لڑکیاں صرف دولت کے لئے زندگی میں آتی ہیں۔"

"آج تمہارے فادر آئے تھے۔"

www.novelsclubb.com

اس نے بے ساختہ سر جھٹک دیا۔خود پر ضبط کرنا دھیرے دھیرے مشکل ہوتا جا رہا تھا۔

"اور تم؟"بے اختیار حسام کے لبوں سے پھسلا تھا۔

اب کہ زیان نے چونک کر سر اٹھایا۔آنکھوں میں حیرت کی رمق لہرائی۔عام سا سوال اس کے اندر جیسے حشر مچا گیا۔محبت نہ سہی لیکن اپنے باپ سے صرف احساس کی ہی تو توقع تھی۔

اس کے یوں بے یقین ہونے پر حسام نے نامحسوس انداز میں لب کاٹا۔تکلیف نئے سرے سے امڈنے لگی۔نگاہیں اس کے ماتھے پر بندھی پٹی اور چہرے کی خراشوں پر جمی تھیں۔

"میں بھی ٹھیک ہوں۔"انداز مدھم لیکن خالی سا تھا۔

حسام کا جیسے دل ڈوب سا گیا مگر چہرے سے ظاہر نہ ہونے دیا۔دفعتاً ڈاکٹر دروازہ کھول کر باہر نکلا۔وہ عقب میں ٹرے اٹھائے نرس سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"آپ اس سے مل لیں۔"آہستگی سے کہہ کر زیان دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

حسام ایک نگاہ اس پر ڈال کر کمرے کی جانب بڑھ گئے۔زیان لب بھینچے انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر تکان سے بنچ پر بیٹھا۔سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

"ڈھائی سال اس کھیل میں...اپنوں سے دور...اس خول میں تم تھکے نہیں؟"

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔وہ واقعی تھک رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

"بس،اس میس سے نکلنا اتنا آسان تھا۔"

پر تعیش لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا اعتزاز محظوظ انداز میں کہہ رہا تھا۔ سیفٹی پن کی سوئی احتیاط سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں اتار رہا تھا۔خون کی بوندیں ٹپکنے لگیں۔اس کی بے رحم آنکھوں میں طمانیت اترنے لگی۔

"عارب عمر کو لیو دے دی گئی ہے۔ایس پی توقیر کو تعینات کیا ہے۔ہم اسے آرڈرز دے سکتے ہیں۔"ابتہاج ٹیب کی اسکرین کو اسکرول کرتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

"اونہوں،اسے کوئی آرڈر نہیں دینا۔"

ابتہاج نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

"میں اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑنا چاہتا۔ابھی اپنی ساری سرگرمیاں ترک کردو۔تمام ڈیلنگز روک دو۔جب کوئی ثبوت نہیں ملے گا تو کیس خود ہی کلوز کر دیا جائے گا۔"

"کیس کو کلوز کرنے کے لئے کم از کم تین ماہ لگ جائیں گے۔"

"میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میں انتظار کر سکتا ہوں۔اتنے سالوں کا کھیل میں جلد بازی میں خراب نہیں کر سکتا۔تم فیکٹری کی تعمیر کے معاملات پر دھیان دو۔"وہ بالکل مطمئن تھا۔

"ان سب کو ان کے حال پر چھوڑ دو لیکن نظر رکھتے رہنا۔"اس نے جیسے تنبیہ کی۔

www.novelsclubb.com

ابتہاج نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

☆☆☆☆☆☆

دروازہ دھکیلتے ہوئے اس نے شیشے میں ایک نظر اپنا عکس دیکھا۔فل سلیوز ٹی شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کئے،ماتھے پر بندھی پٹی کے ساتھ آنکھوں کی

سرخی قائم تھی۔وہ جیسے ساری رات نہیں سو سکا تھا۔بکھرے بالوں کو ہاتھ سے پیچھے کرتے ہوئے ایک طائرانہ نگاہ سفید کمرے پر ڈالی۔کھڑکیوں کے پار صبح دم توڑتی دکھائی دے رہی تھی۔

آہٹ پر عارب نے آہستگی سے آنکھیں کھولیں۔نگاہ میں نگاہ الجھی۔خاموشی مزید دبیز ہونے لگی۔

"کیسے ہو؟"کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے زیان نے مدھم آواز میں پوچھا۔

ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ عارب نے سر کو خم دیا۔نگاہیں اس پر جمائے جیسے وہ اسے پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مسکرا کیوں رہے ہو؟"زیان نے ابرو اکھٹے کئے۔

مسکراہٹ غائب ہوئی۔آنکھوں میں خفگی در آئی۔

"کیوں تمہاری طرح ٹیکس لگتا ہے؟"درد کی اٹھتی ٹیسوں کو نظر انداز کئے،وہ دوبدو بولا۔

زیان نے تاسف سے اسے دیکھا پھر سر جھٹک دیا۔

"میں اسی لئے تمہیں شامل نہیں کرنا چاہتا تھا۔" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے آہستگی سے کہا تھا۔

عارب بے ساختہ چونکا۔ اگلے ہی لمحے اس نے بمشکل مسکراہٹ دبائی۔

"تم پریشان تھے؟" نہایت سنجیدگی سے پوچھا گیا۔

زیان نے ضبط سے گہری سانس لی۔ وہ لب بھینچے، ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہارے اندر جذبات بھی ہیں، گریٹ۔" وہ جیسے متاثر ہوا تھا۔ "زمل نے انسٹال کئے ہوں گے۔"

"فضول بکواس نہ کرو۔" جھڑک دیا گیا... ہونہہ۔

"تم وہی ہو نا جسے کسی کے جینے مرنے کی کوئی پروا نہیں ہوتی تھی؟" مجال ہے جو کوئی اثر ہو۔

"تم کبھی مجھے سمجھ ہی نہیں سکے، عارب عمر۔"

مدھم لہجے میں مگر عام انداز میں کہے گئے فقرے نے لمحے کے لئے اسے خاموش کروادیا تھا۔ وہ ڈھائی سال بعد سیاہ رات میں کیا گیا، اسی کا شکوہ اُسے لٹا گیا تھا۔ وہ قرض ہی تو نہیں رکھتا تھا۔

"تم نے کبھی موقع ہی نہیں دیا۔"

زیان نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح قصور اس کے سر تھوپ چکا تھا مگر پرواہ کسے تھی؟

"مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ تم کچھ کہنا چاہ رہے ہو؟" عارب موضوع بدل گیا۔

"تم کیا سننا چاہ رہے ہو؟" وہ ہلکا سا مسکرایا جیسے محظوظ ہوا تھا۔

عارب نے بدمزہ ہو کر آنکھیں گھمائیں۔ وہ بھی کس سے توقع کر رہا تھا؟ کچھ بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں موند لیں۔ چند لمحے خاموشی سے کھڑکی سے جھانکتی کرنیں منعکس ہو کر پگھلتی رہیں۔

"میں آخر تک تمہارا ساتھ چاہتا ہوں۔"

مدھم سی تکان زدہ آواز پر عارب نے بے اختیار آنکھیں کھولیں۔دل نئے ردھم پر دھڑکا یوں جیسے وفا کا حق ادا ہو گیا تھا۔نگاہوں میں یکدم کئی جذبات امڈ آئے۔وہ دل سے مسکرایا تھا۔

"میں آخر تک نبھاؤں گا۔"اسے جیسے سوچنے کے لئے لمحہ بھی نہیں درکار تھا۔اطمینان سے کہہ دیا۔

زیان نے بے اختیار سر اٹھا کر اسے دیکھا۔عارب کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

وہ وفا کی بازی کا فاتح ٹھہرنے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

کہانی خاموشی سے ایک ماہ آگے بڑھ گئی تھی۔

لان پر چھائی شام دھیرے دھیرے دم توڑ رہی تھی۔حبس کا زور ٹوٹنے لگا تھا۔ہلکی سی سرسراتی ہوا سے موسم یکدم ہی خوشگوار لگنے لگا تھا۔زمل نے ہاتھوں میں تھامی

ٹرے، سفید میز پر دھرتے ہوئے ایک سرسری نگاہ زیان پر ڈالی جو موبائل میں مصروف تھا۔

"کیا میں کہہ سکتی ہوں کہ تمہارا کوئی کام نارمل انسانوں والا ہے؟" اپنا مگ اٹھاتے ہوئے وہ مقابل کرسی پر بیٹھی۔ دوپٹہ شانوں پر پھیلائے، وہ فریش لگ رہی تھی۔

"میں کہہ سکتا ہوں۔" بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئے اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنا مگ اٹھایا پھر یکدم جیسے مہک محسوس کرتے ہوئے ابرو اکھٹے کئے۔

"تم نے پھر یہ... گھوہ بنایا ہے؟"

زمل کے لبوں کو ہلکی سی مسکراہٹ چھو گئی۔

"بالکل۔ مجھے تمہاری پسند کا کتنا خیال ہے ناں؟" اس نے شرارت سے پوچھا۔

زیان نے سر جھٹکتے ہوئے مگ لبوں سے لگا لیا۔ کوئی کیسے اتنی کڑواہٹ اپنے اندر انڈیل سکتا ہے؟ وہ ہمیشہ کی طرح یہی سوچ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جیسے لوہے کو لوہا کاٹتا ہے ویسے ہی کیا معلوم تمہارے 'تُرش مزاج' کو یہ گھوہ ختم کر دے؟ تمہیں ٹرائے کرنا چاہیے۔" وہ مسکراہٹ دبائے، سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔

"کیا منطق و دلیل ہے۔" وہ جیسے جی جان سے مداح ہو گیا تھا۔ موڈ لمحے میں غارت ہو کر رہ گیا تھا۔ دونوں باپ بیٹی، ایک جیسے تھے۔

"غلط کہہ رہی ہوں؟" وہ ترکی بہ ترکی کہتے ہوئے برا مان گئی۔

"درست بھی نہیں ہے۔"

زمل نے ابرو بھینچ کر اسے دیکھا۔ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی، ڈور بیل بج اٹھی۔ زیان اٹھتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا۔

"جواب ادھار رہا۔" جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے وہ سیدھا ہوا اور دروازے کی جانب بڑھ گیا۔

زمل کے تنے تاثرات ڈھیلے پڑے۔ مسکراہٹ گہری ہوئی۔ گردن موڑ کر اسے جاتے دیکھا پھر سر جھٹک دیا۔ مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے وہ اپنی سوچوں میں گم تھی جب قدموں کی آہٹ پر گردن موڑ کر دیکھا۔ اگلے ہی لمحے چہرے کی رنگت ماند پڑی۔ دل سست پڑ گیا۔

"کیسا ہے میرا بچہ؟"

کلف لگے سفید شلوار قمیض میں کندھوں پر شال ڈالے، اپنے مخصوص انداز میں کہتے ہوئے تایا عابد مسکراتے ہوئے اس کی طرف آ رہے تھے۔ زمل نے آہستگی سے مگ ٹیبل پر رکھا اور مردہ قدموں سے اٹھ کر ان کی طرف بڑھی۔

"زیان کے بارے میں سنا تھا پھر سوچا کہ ملتا جاؤں۔ کافی عرصے سے بیٹی نے بھی چکر نہیں لگایا۔" وہ اس کے سر پر پیار دیتے ہوئے شکوہ کناں انداز میں بولے۔

زمل زبردستی مسکرائی پھر پیچھے کھڑے زیان کو دیکھا جو جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ نظریں چرا گئی۔

"ٹائم نہیں ملتا، تایا ابا۔ آپ بیٹھیں ناں، میں آتی ہوں۔" اس نے لہجے میں تازگی لانے کی ناکام کوشش کی جو بے سود رہی۔ کچھ تھا جو دل کو جکڑ رہا تھا۔

کرسی پر بیٹھتے ہوئے عابد نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"تکلف کی ضرورت نہیں ہے، بچے۔ میں ذرا جلدی میں ہوں۔ تمہیں تو پتہ ہے کہ فیکٹری کے کاموں میں وقت نہیں ملتا۔" وہ اپنے ازلی کروفر بھرے انداز میں کہہ رہے تھے۔

رسمی انداز میں مسکراتے ہوئے زمل نے سر ہلایا پھر اندر کی جانب بڑھ گئی۔

مقابل کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے زیان نے گردن موڑ کر اسے جاتے دیکھا جس کا چہرہ لمحے میں ہی پھیکا پڑ گیا تھا۔ وہ گہری سانس لے کر عابد کی طرف متوجہ ہوا جو کچھ پوچھ رہے تھے۔

"جن گھروں میں بیٹیاں ہوں، ماں باپ کی نیندیں ویسے ہی حرام ہو جاتی ہیں۔"

زمل نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔لب کو سختی سے کچلتے ہوئے وہ سامان کاؤنٹر پر نکال کر رکھ رہی تھی۔دل کسی بازگشت سے زخمی ہوتا جا رہا تھا۔ہاتھوں میں مبہم سی لرزش تھی۔

"میں دیکھوں گا کہ یہ بیٹیاں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہیں؟"

ٹرے میں لوازمات سجاتے ہوئے اس نے ایک نگاہ ساس پین میں ابلتے پانی پر ڈالی۔کچھ ایسا ہی اندر بھی ابل رہا تھا۔چار سال پہلے کی ٹھنڈی رات کی بے رحمی پھر رگوں میں اتر رہی تھی۔

"تمہارا نام یہیں ختم ہو جائے گا۔"

www.novelsclubb.com

لب کپکپا گئے۔گرم مائع ابلنے کے لئے بے تاب تھا۔حلق میں جیسے کوئی پھندا سا پڑ گیا تھا۔اس نے مٹھی بھینچ کر سانس کھینچتے ہوئے خود کو نارمل کیا مگر بے سود... شخصیت پر کی جانے والی ساری محنت کہیں غارت ہونے لگی۔محض اس شخص کی ایک جھلک اس کی پر سکون دنیا کو ہلا گئی تھی۔نل کھولے،ہاتھ دھوتے ہوئے وہ بمشکل امڈتی نمی کو قابو کر رہی تھی۔

"امی...میری طرف دیکھیں...اٹھیں ناں پلیز...ایسے مت کریں۔"

برداشت کا بند ایک جھٹکے سے بکھر کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔آنسو تیزی سے ابل پڑے۔ لبوں پر ہاتھ جما کر اس نے بے اختیار سسکیاں روکیں۔آنکھیں سختی سے میچ لیں۔

"تایا ابا دروازہ کھولیں پلیز۔"

سانس حلق میں اٹکنے لگا۔ساری سوئی ہوئی اذیتیں جاگ اٹھی تھیں۔پانی کے چھینٹے چہرے پر ڈالتے ہوئے اس نے چہرہ جھکا کر گہرے سانس لئے۔اسے اپنی تکلیف عیاں نہیں کرنی تھی۔اپنی بکھری، شکست خوردہ ذات انہی پردوں میں چھپانی تھی کہ اہلِ دنیا بھانپ نہ سکیں۔اس نے بے دردی سے آنکھیں رگڑ دیں۔

لان میں وہی ڈوبتی شام کا منظر تھا۔ٹانگ پر ٹانگ جمائے، عابد گہری نگاہوں سے سامنے بیٹھے وجیہہ مرد کو دیکھ رہے تھے۔کہیں اندر کوئی چنگاری سی سلگی تھی۔اگر جو یہ درمیان میں نہ ہوتا تو زمل کا حصہ آسانی سے صیغم کو مل جاتا۔گہری سانس لے کر انہوں نے سر جھٹک دیا۔

''تمہارے والد کے بارے میں کافی سنا ہے۔ بزنس میں اونچا مقام رکھتے ہیں، نہیں؟''

زیان لمحے کے لئے چونکا۔انداز ذو معنی سا تھا۔ پھر اس نے پر سکون انداز میں کندھے اچکا دیئے۔

''ان کی محنت ہے۔''

''یہی تو مسئلہ ہے کہ یہ ان کی محنت ہے۔'' وہ ٹانگ ہٹا کر سیدھے ہوئے۔ ''اکلوتے بیٹے کو باپ کا بازو بننا چاہیے جبکہ یوں الگ تھلگ رہنے سے پوزیشن کمزور ہو جاتی ہے۔''

زیان نے آنکھیں سکیڑ کر انہیں دیکھا پھر تیکھے انداز میں مسکرایا۔

''اکیسویں صدی ہے، انکل۔ لوگ اپنا نفع نقصان بخوبی پہچان رہے ہیں۔ اسی کے مطابق اپنی زندگی پلان کرتے ہیں۔''

www.novelsclubb.com

عابد لمحے کے لئے خاموش ہوئے۔یہ واضح تھا کہ انہیں اس کا انداز پسند نہیں آیا تھا، نجانے اعظم کو اس میں کیا نظر آتا تھا؟ وہ نخوت سے سوچ رہے تھے۔

دفعتاً ہلکا سا کھنکھار کر زمل ٹرے تھامے، احتیاط سے ان کے قریب آئی اور جھک کر ٹیبل پر رکھی۔عابد مصنوعی انداز میں مسکرائے۔

"میں زیان سے کہہ رہا تھا کہ باپ کے ساتھ بزنس سنبھالنے میں بھی فائدہ ہی ہوتا ہے، اب صیغم کو ہی دیکھ لو۔"

زمل نے زیان کے برابر کرسی سنبھالتے ہوئے ایک نگاہ اس پر ڈالی جو نارمل انداز میں بنا کسی تاثر کے سن رہا تھا۔اس نے گہری سانس لی۔

"کچھ لوگوں کو جاب میں زیادہ انٹرسٹ ہوتا ہے۔یہ ان کی چوائس ہے۔" اس کی آواز ٹھہری ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اب کہ زیان نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ دھلا دھلایا، سنجیدہ چہرہ۔ آنکھوں میں بس خاموش سی ویرانی تھی۔ اس کے کسی انداز سے نہیں پتہ لگتا تھا کہ وہ کچھ دیر پہلے کس کرب سے گزر رہی تھی۔ وہ ہر بوجھ تنہا اٹھانے کی ہمیشہ سے عادی تھی۔

موبائل بجنے پر وہ مگ رکھتے ہوئے وہاں سے اٹھ گیا۔ عابد نے آنکھیں سکیڑ کر اسے جاتے دیکھا۔

"زیان کا تمہارے ساتھ رویہ ٹھیک ہے؟" وہ سرسری سا پوچھ رہے تھے۔

مگ کے کنارے پر انگلی پھیرتے ہوئے زمل نے چونک کر سر اٹھایا۔ آنکھوں میں ناسمجھی لہرائی پھر گردن موڑ کر زیان کو گھر کے اندر جاتے دیکھا۔ اسے سوال کی منطق نہیں سمجھ آئی تھی۔

"جی الحمدللہ۔" تحمل سے جواب دیتے ہوئے مگ لبوں سے لگا لیا۔

"واقعی؟" عابد نے ابرو چکایا۔ "اس کا ماضی دیکھ کر لگتا تو نہیں ہے۔"

www.novelsclubb.com

"آپ اس کا ماضی کیسے جانتے ہیں، تایا ابا؟" آواز میں چبھن سی تھی۔ وہ آنکھیں چھوٹی کئے انہیں دیکھ رہی تھی۔

عابد نے مگ میز پر رکھتے ہوئے استہزائیہ انداز میں سر جھٹکا۔

"سارا شہر جانتا ہے۔" وہ نخوت سے بولے۔ "اسی لئے مجھے اعظم کے فیصلے پر اعتراض تھا۔ اب دیکھو، باپ کی کمپنی چھوڑ کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی ہوئی ہے۔ لوگوں میں شک پیدا ہوتا ہے۔"

زمل کے اندر جیسے کوئی جوار بھاٹا سا پکنے لگا۔ اس کے گھر میں، اسی کے سامنے، وہ کتنی آسانی سے اس کے شوہر کو ٹارگٹ کر رہے تھے... ٹھیک ویسے ہی جیسے وہ ہمیشہ اعظم کی بیٹیوں کو ٹارگٹ کرتے آئے تھے... کیا واقعی کچھ لوگوں کو کبھی سزا نہیں ملتی؟ نامحسوس انداز میں اس نے مٹھی بھینچ کر گہری سانس لی۔ وہ بھول گئے تھے کہ درمیان میں کئی سال آ چکے تھے... وہ بدل چکی تھی۔

"کام تو صیغم کے بھی مجھے مشکوک لگتے ہیں، تایا ابا لیکن کسی پر یوں انگلی اٹھاتے ہوئے تربیت آڑے آ جاتی ہے۔"

جھک کر مگ رکھتے ہوئے اس کا انداز برف سا تھا۔ لمحے کے لئے عابد کا چہرہ متغیر پڑا۔ انہوں نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ جواب کی جیسے امید نہیں تھی...اتنے بے لچک جواب کی تو ہر گز نہیں۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔ زیان کو میرے باپ نے میرے لئے چنا ہے۔ ان سے بڑا تو اب کوئی میرا خیر خواہ نہیں ہو سکتا ناں۔" اب کہ ٹھہرے ہوئے انداز میں کہتے ہوئے اس نے کندھے اچکا دیئے۔ خالی آنکھوں میں سپاٹ پن تھا جسے عابد مصطفی نے اچھی طرح محسوس کیا تھا۔

ایک عجیب سا احساس انہیں خود میں اٹھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ زبردستی مسکرائے اور مگ رکھتے ہوئے سر کو خم دیا۔ موبائل جیب میں رکھتے ہوئے زیان قدموں تلے گھاس روندتے ہوئے ان کے قریب آیا۔ عابد اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کسی دن چکر لگاؤ۔ مجھے اچھا لگے گا۔"

"ضرور۔ آپ کے بیٹے سے میں ملنا چاہوں گا۔" ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہوئے زیان کا انداز جتاتا ہوا تھا۔

عابد فضا کی گھٹن اور تناؤ کو محسوس کر سکتے تھے۔اسی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلاتے ہوئے وہ دروازے کی جانب بڑھ گئے۔انہیں رخصت کر کے زیان پلٹا۔جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے ایک گہری نظر زمل پر ڈالی جو پلیٹس ٹرے میں رکھتے ہوئے غائب دماغ لگ رہی تھی۔یوں جیسے یکدم ہی بہار خزاں میں ڈھل گئی ہو۔

"تم ٹھیک ہو؟"

زمل کے ہاتھ رُکے۔سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر اس کی نگاہوں کے سوال پڑھ کر نظریں چرا لیں۔ٹرے اٹھا کر سیدھی ہوئی۔

"آف کورس۔مجھے کیا ہونا تھا؟"لاپروائی سے کہتے ہوئے شانے اچکا دیئے۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم اپنے تایا کی موجودگی میں کمفرٹیبل نہیں تھیں یا پھر شائد..."زیان نے بغور اسے دیکھا۔"تمہارے ذہن میں کچھ چل رہا تھا۔تم mentally absent تھیں۔"

ٹرے اس کے ہاتھوں میں لرز گئی۔ لمحے کے لئے اس نے سانس روک کر کتھئی آنکھوں میں ٹھہرا اندر تک اترتا احساس دیکھا۔ اس نے کیسے سوچ لیا تھا کہ صرف آنکھیں پڑھنے میں وہی ماہر تھی؟

"تم بتا سکتی ہو۔" اس نے نرمی سے کہتے ہوئے جیسے اس کی مشکل آسان کرنا چاہی۔

اس کا دل ڈوب سا گیا۔ آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا۔

"وہ تمہیں کمزور جانے گا، زمل۔" ذہن کو جکڑتی آواز لہرائی۔

گہری سانس لیتے ہوئے وہ ہلکا سا مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"ایسا کچھ نہیں ہے جیسا تم سوچ رہے ہو۔ تایا ہیں میرے، مجھے ان سے کیا مسئلہ ہو گا؟" وہ اب کہ نارمل انداز میں بولی۔ "اندر آجاؤ، مغرب ہونے والی ہے۔"

وہ کہتے ہوئے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ یونہی آنکھیں سکیڑے، پرسوچ انداز میں زیان نے اسے جاتے دیکھا۔ وہ جس طرح موضوع سے کنی کترا کر نکلی تھی، معاملہ

مزید کھٹکنے لگا تھا۔اس کی تکان زدہ خاموشی عام نہیں تھی، گزرے دو مہینوں میں اس نے کبھی اُسے یوں پژمردہ نہیں دیکھا تھا۔

اسرار اب بھی مخفی تھے۔کچھ تھا جو اسے برا لگا تھا...جسے سمجھنے سے وہ قاصر تھا...

☆☆☆☆☆☆

اگلے دن کا سورج بادلوں کے پیچھے دھیرے دھیرے اپنی تمازت کھو رہا تھا۔ایک چھایا سی چاروں طرف چھا رہی تھی۔ایسے میں کالونی میں بنے اس چھوٹے سے گھر کی خاموش فضا میں وہی تہی داماں سا احساس تھا۔اگر تم لاؤنج کا دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہو تو مرکزی دیوار کے ساتھ صوفے پر وہ دونوں رُخ موڑے آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔درمیان میں رکھے البم سے جھلکتی تصویریں ماضی کے کئی صفحے پلٹا رہی تھیں۔

زمل ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ، سائرہ کو سن رہی تھی جو یاسیت سے مسکراتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھیں۔آنکھوں کے کنارے بھیگے ہوئے تھے۔

"میں ایسی لڑکی تھی جو ہر لمحہ جینا چاہتی تھی، ہر پل اپنے پاس قید کرنا چاہتی تھی۔ میں خوبصورت یادوں کو سنبھال کر رکھتی تھی۔" وہ رکیں، گیلی زکام زدہ سانس اندر کو کھینچی۔ "اگر آج میرے پاس وہ یادیں نہ ہوتیں تو میں کب کی ہمت ہار چکی ہوتی۔"

زمل کی مسکراہٹ ماند پڑی۔ ان کی ہر گفتگو کا ایک ہی محور و مرکز تھا۔ وہ چاہ کر بھی ان کا دھیان اس جانب سے ہٹا نہیں سکتی تھی۔ احساسِ جرم بڑھتا جا رہا تھا۔

"زندگی اکثر بہت ظالم ہو جاتی ہے۔" دو انگلیوں سے تصویر اٹھاتے ہوئے وہ آہستگی سے بڑبڑائیں۔

زمل لمحے کے لئے انہیں دیکھے گئی۔

"میں نے جب آپ کے بارے میں جانا تو تب سے دل میں آپ سے ملنے کا شوق پیدا ہو گیا۔ میں اس عورت سے ملنا چاہتی تھی جسے عزت کے خوف نے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہیں کیا۔" وہ نگاہیں ان کے چہرے پر جمائے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔ "کیا وہ عورت کھو چکی ہے؟"

سائرہ نے تھکن سے لب کاٹا۔ سر جھکائے وہ سست روی سے تصویریں سمیٹ رہی تھیں۔

"جس نے اپنی سب سے قیمتی متاع کھو دی ہو...وہ کیسے باقی رہ سکتا ہے، زمل؟" ایک خاموش سا قطرہ ٹوٹ کر رنگین تصویر پر گر کر بہہ گیا۔

"کئی سال پہلے آپ کو عزت کا خوف جھکا نہیں سکا تھا، اب کیا چیز آپ کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر رہی ہے؟" زمل نے حلق میں اکھٹے ہوئے آنسوؤں کو نیچے اتارتے ہوئے پوچھا۔ وہ جیسے آج خود پر سے یہ بوجھ اتار دینا چاہتی تھی۔

سینٹرل ٹیبل پر البم رکھتے ہوئے سائرہ کی انگلیاں کانپیں۔ دل میں یوں گھٹن بھرنے لگی کہ سانس لینا مشکل ہو گیا۔ سوال پہلی دفعہ نہیں ہوا تھا...انداز کی بے بسی اور احساس نیا تھا۔ انہوں نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

فضا میں کرب پھیلتا جا رہا تھا۔

"وہ ماضی ہے، زمل۔"

وہ تلخی سے مسکرائی۔

"ماضی جب حال کو ایسے متاثر کرنے لگے کہ مستقبل دھندلا ہوتا دکھائی دے تو پھر وہ غیر اہم نہیں رہتا، آنٹی۔ میں نہیں جانتی کہ غلطی کس کی ہے مگر مجھے اتنا پتہ ہے کہ زیان غلط کر رہا ہے، اس پر خاموش رہ کر میں خود پر بوجھ نہیں لاد سکتی۔"

سائرہ تکان سے اسے دیکھتی رہیں۔ اونچی پونی میں بال بندھے، اس لڑکی کا چہرہ سنجیدہ اور آنکھوں میں ٹھہرا ہوا تاثر تھا جیسے آج وہ اپنے حصے کا جواب لینا طے کر چکی تھی۔

"آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہیں، آنٹی۔" وہ آہستگی سے بولی۔

سائرہ نے آنکھیں میچ کر حلق میں جمع ہوتے آنسو نیچے اتارے۔ دل میں کنڈلی مارے بیٹھا خوف، دھیرے دھیرے اپنا مدار پھیلانے لگا تھا۔

"میں نے اپنے حصے کی بہادری دکھائی تھی۔میں جانتی تھی کہ عزت انسانوں کے ہاتھ میں نہیں ہوتی،وہاں میں سرخرو ہو گئی تھی۔لیکن..."انہوں نے رک کر بھاری ہوتا سانس کھینچا۔

زمل آہستگی سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔وہ پلکیں جھپکائے بنا انہیں دیکھ رہی تھی۔

"میں بھول گئی تھی کہ زندگی بھی کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہوتی۔"

سائرہ خالد نے چہرہ رگڑ کر سر اٹھایا اور سامنے بیٹھی لڑکی کی آنکھوں میں دیکھا۔ان کے لبوں سے آزاد ہوتے لفظ،وہ داستان لکھ رہے تھے جو آج تک انہوں نے اپنے سینے میں چھپا رکھی تھی۔جس کی قیمت وہ چکا رہی تھیں۔

لمحہ بہ لمحہ...وقت کی سوئیاں آگے بڑھتی رہیں...ریت گھڑی سے پھسلتی ریت کئی پلوں کو خاک بنا چکی تو لاؤنج میں موت سا سناٹا چھا گیا۔

رازوں کے بوجھ بھاری ہوتے ہیں...یہ اس لمحے زمل اعظم نے جان لیا تھا۔اس کی رنگت زرد پڑتی گئی۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟" اس کی آواز کانپ گئی۔

"میری غلطی تھی جس کا کفارہ میں کبھی نہیں ادا کر سکتی۔ یہ ناقابلِ تلافی ہے۔" سائرہ نے بے دردی سے آنکھیں رگڑ دیں۔ دل میں گڑی انی سے ہنوز خون رِس رہا تھا۔

"یہ فقط ماضی تھا، آنٹی۔ مزید ظلم نہ کریں، پلیز۔" زمل نے بے چینی سے کہا۔

"آپ اسے بتا دیں۔ وہ سمجھ جائے گا، میں جانتی ہوں۔ وہ آپ کے معاملے میں حساس ہے۔ آپ..."

"نہیں، زمل۔" سائرہ نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔ "میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔"

www.novelsclubb.com

وہ زخمی انداز میں انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"قربانی وہ دینی چاہیے جس سے اگلے کا فائدہ ہو۔ یہ صرف تکلیف ہے جو آپ خود کو اور زیان کو دے رہی ہیں۔" اس کی آواز میں نمی اترنے لگی۔

سائرہ تھک کر پیچھے ہوئیں۔

"تم جو مرضی اخذ کر لو، زمل مگر میں مزید بہادری نہیں دکھا سکتی۔ میں بہت تھک چکی ہوں۔ اس کی زندگی سے زیادہ محبوب مجھے کچھ نہیں ہے۔ میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دوں گی۔ اگر میں ماں ہو کر خود کو روک سکتی ہوں تو تم بھی ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گی۔" ان کی آواز میں انجانا سا خوف تھا۔

زمل نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔ کئی سال پہلے دنیا سے تنہا لڑتی، وہ عورت واقعی گہری دھند میں کھو گئی تھی۔

"میں خاموش رہ کر اپنے ضمیر پر بوجھ نہیں لاد سکتی۔ میں نے اپنی ماں کو کھویا ہے، میں نہیں چاہتی کہ وہ کوئی ایسی غلطی کرے جو خسارے کے بعد اسے جینے کے قابل نہ چھوڑے۔ وہ مان جائے گا۔"

"وہ نہیں مانے گا۔ میں اسے جانتی ہوں۔" سائرہ کی آنکھ سے آنسو گر کر بے مول ہوا۔ "میرے معاملے میں وہ شروع سے حساس ہے۔ اسے مجھ پر مان تھا، یقین تھا کہ میں آنکھیں بند کر کے اس پر بھروسہ کر لوں گی، مگر میں نے نہیں کیا۔ اس کا

مان ریزہ ریزہ ہوا ہے۔ میں نے کئی سال پہلے اسے یونہی چھوڑ دیا تھا، اسے ہمیشہ شکوہ رہا تھا۔ وہ بھولنے والوں میں سے نہیں ہے۔"

زمل کا دل جیسے الٹی برچھی سے کٹا تھا۔ آنکھوں میں نمی اترنے لگی۔

"یہ انا نہیں ہے جو اسے روک رہی ہے۔ یہ الفاظ کا زہر ہے جو اسے مار رہا ہے۔" وہ آہستگی سے بڑبڑائیں اور آنکھوں کو بے دردی سے رگڑ دیا۔ "تم اس سے بات نہیں کرو گی، زمل۔"

"آپ خود نہیں کر رہیں، مجھے بھی روک رہی ہیں۔ کیوں؟" اس نے جیسے تھک کر پوچھا۔

www.novelsclubb.com

سائرہ نے بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"وہ اس معاملے میں حساس ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ ٹیمپر لوز کرے۔ میری وجہ سے تم دونوں کے درمیان بدمزگی نہیں ہونی چاہیے، زمل۔ بات سمجھو بیٹا۔"

"صحیح۔"اس نے آنکھیں رگڑ کر سر ہلایا۔"اگر وہ آپ کے پاس آیا تو کیا کریں گی؟ پھر سے چھوڑ دیں گی؟"

اب کہ سائرہ خالد کو اپنے الفاظ بھاپ بنتے محسوس ہوئے۔زمل جتاتے ہوئے انداز میں انہیں دیکھ رہی تھی۔وہ کچھ نہ کہہ سکیں۔

"وہ نہیں آئے گا۔"آواز کانپ گئی۔

"وہ آئے گا۔مجھے اپنی دعاؤں پر یقین ہے۔کل یا سالوں بعد،وہ آئے گا۔"

سائرہ بنا پلکیں جھپکائے،اسے دیکھے گئیں۔اتنا یقین،اتنی مضبوطی اس میں کیسے آئی؟آنکھیں پھر ڈبڈبا گئیں۔دل نئے سرے سے زخمی ہونے لگا۔وہ امید نہیں رکھنا چاہتی تھیں۔وہ پھر روح کو زخمی نہیں ہونے دے سکتی تھیں۔

زمل نے آگے بڑھ کر نرمی سے انہیں خود سے لگا لیا۔

"بھروسہ رکھیں،سب ٹھیک ہو جائے گا۔"دھیمی سی سرگوشی۔

سائرہ نے آنکھیں بند کر لیں۔آنسو ٹوٹ کر چہرے پر پھسلتے گئے۔وہ بے حد تھک گئی تھیں۔اذیتوں کو اب قرار ملنا چاہیے تھا۔

☆☆☆☆☆☆

کئی خوبصورت شاموں کے بعد،دم توڑتی اس رات میں عجیب سا حبس تھا...اتنا کہ درختوں کے پتے بھی ساکن نظر آرہے تھے۔کمرے میں بتیاں روشن تھیں۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے،موبائل کی اسکرین اسکرول کرتے ہوئے زیان لمحے کے لئے رُکا۔کچھ سوچ کر نگاہیں ترچھی کر کے دیکھا۔

دوپٹہ شانوں پر پھیلائے،بالوں کو ڈھیلے سے جوڑے میں باندھے،صوفے پر کشن برابر کرتے ہوئے زمل آج خلاف توقع خاموش لگ رہی تھی...ایک حد تک الجھی ہوئی بھی۔انداز میں غائب دماغی سی تھی۔

"زمل۔"

"ہوں؟" وہ اب سینٹرل ٹیبل سے فائل اٹھا رہی تھی۔

"طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" یونہی موبائل کی اسکرین بجھاتے ہوئے زیان نے سرسری انداز میں دیکھا۔

زمل پل کے لئے رُکی پھر فائل ڈرار میں رکھتے ہوئے پلٹ کر دیکھا۔ وہ کراؤن سے ٹیک لگائے، گہری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔

"تم چاہتے ہو کہ میں ہر وقت لڑتی رہا کروں؟" وہ اب ڈریسنگ ٹیبل کی چیزیں جوڑ رہی تھی۔ ڈھیلا سا جوڑا گردن پر گرا تھا جسے نکلتی لٹ اس نے کان کے پیچھے اڑسی۔ نظروں کی تپش وہ محسوس کر سکتی تھی۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے کہ جوابی سوال کرنے سے بات پلٹ سکتی ہے؟" سینے پر بازو لپیٹے، وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔

زمل نے بے اختیار سر اٹھا کر اس کا عکس دیکھا۔ وہ لمحے کے لئے مضطرب ہوئی تھی۔ اس کا رویہ جیسے سوالوں کو جنم دے رہا تھا، وہ قطعاً عیاں نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے گہری سانس لی۔

www.novelsclubb.com

"ایک بات پوچھوں؟"

یونہی، جانچتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے زیان نے سر کو خم دیا۔اس کا انداز ہر گز عام نہیں تھا، یہ وہ محسوس کر سکتا تھا۔

"تمہاری زندگی کا سب سے بڑا نقصان کیا ہے؟"یونہی آئینے کے آگے کھڑے،اس نے آہستگی سے جوڑا کھول دیا، بال کمر پر بکھرتے چلے گئے۔

وہ خاموش رہ گیا۔

"کیا تم یہ سوچ رہی تھیں؟"

"تمہاری زندگی کا ایسا نقصان جس کا کوئی متبادل نہیں ہے،irreplaceable۔"اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے اسی ٹھوس انداز میں سوال دہرایا۔

سر کراؤن کے ساتھ ٹکاتے ہوئے زیان نے آنکھیں بند کر لیں۔ سینے میں گھٹن ہونے لگی تھی۔ سوال ایسا کہ جان پر ثقیل... جواب وہ کہ سوچنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔

"چار سال پہلے..." زمل نے آئینے میں جھلکتی لڑکی کی ایمبر آنکھوں میں کچھ مرتے دیکھا۔ "چار سال پہلے میں نے اپنی زندگی کا وہ نقصان اٹھایا تھا جس کے زخم کبھی نہیں بھریں گے۔ کوئی چیز اس اذیت کو کم نہیں کر سکتی جو میرے دل میں ہمیشہ کے لئے رہے گی۔"

آواز دھیمی جیسے کنویں سے آ رہی تھی... انداز شکستہ تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر پونی اٹھائی اور پھر بالوں کو دونوں ہاتھوں میں سمیٹ کر جکڑنے لگی۔

زیان نے ضبط سے آنکھیں کھولیں۔ سیلنگ ڈیزائن دھندلا رہا تھا۔

"ماں کے جانے کا نقصان ایسا تھا کہ کوئی لمحہ پھر مجھے ہیل نہ کر سکا۔" نمی آنکھوں تک آنے لگی جسے اس نے پلکیں جھپکا کر پیچھے دھکیلا۔ "مگر کچھ تھا میرے پاس جو اس تکلیف میں آسانی تھا۔"

وہ آہستگی سے پلٹی۔

"میں گلٹ سے آزاد تھی۔" سرگوشی سی آواز میں بولی۔

زیان ارتضی کو دنیا برف کی تہوں میں دبتی محسوس ہوئی۔دل کہیں بہت اندر ڈوب گیا تھا۔ کتھئی آنکھوں میں کچھ چھناکے سے ٹوٹا تھا۔وہ بنا کچھ کہے،اسے دیکھے گیا۔

"میں نے اپنی ماں کے ساتھ بہترین وقت گزارا تھا...میں ان کی پیاری بیٹی تھی...آخری وقت انہوں نے مجھے پکارا تھا...وہ مجھ سے راضی تھیں۔اگر جو وہ میری وجہ سے تکلیف میں ہوتیں،میں انہیں ہرٹ کرتی تو آج میں کیسے اس گلٹ کے بوجھ کے ساتھ زندہ رہتی؟" آواز رندھی ہوئی تھی مگر ضبط کمال کا تھا۔

تکلیف رگوں کا کاٹتی دل میں اتر رہی تھی...وہ الفاظ اتنے بھاری،اتنے ثقیل تھے کہ سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔چہرہ متغیر پڑ رہا تھا۔

زمل آہستگی سے بیڈ کے کنارے بیٹھی۔دل کانوں میں دھڑک رہا تھا۔آنکھیں رگڑ کر اسے دیکھا۔

"مرنے والوں کے ساتھ جڑا گلٹ بہت بدترین ہوتا ہے۔ کیا تم اتنے مضبوط ہو کہ اس بھاری، جان نکالتے گلٹ کے ساتھ رہ سکو؟"

"زمل۔" اس کا تنفس بھاری پڑ رہا تھا۔

"اپنی ماں سے مل لو، زیان پلیز۔" اس نے جیسے آخر میں منت کی تھی۔

یکدم ہی کمرے کی روشنیاں بے جان ہوتی گئیں۔ بند دروازے سے کوئی سایہ سا رینگ کر اندر داخل ہونے لگا۔ فضا میں سیاہی کا وہی مکروہ احساس پھیلنے لگا۔

"اس دن، تم ہر رشتے کو ٹھوکر مار کر، نیم مردہ حالت میں اپنی ماں کے پاس گئے تھے۔" قدم قدم چلتا وہ سیاہی مائل ہیولہ، عین زمل کے پیچھے آ رکا۔ اس کی گھڑے جیسی آنکھوں میں استہزاء تھا۔

"وہ تمہاری محفوظ پناہ گاہ تھی، اس نے تمہیں ٹھکرا دیا۔"

زیان نے بے اختیار مٹھی بھینچی۔ نسیں ابھرنے لگیں۔ اندر حشر مچاتی آوازوں کی توڑ پھوڑ ہر چیز پر حاوی ہو رہی تھی۔

زمل، تیزی سے دھڑکتے دل کو نظر انداز کئے، فقط اسے دیکھ رہی تھی جس کے اندر چلتی جنگ اب اسے بے حال کرنے لگی تھی۔

"کیا ماں اتنی آسانی سے اپنے بیٹے کو مار سکتی ہے؟" اب کہ وہ ہیولہ، قہقہہ لگا کر ہنسا تھا یوں جیسے اس کا مذاق اڑایا...اس کی مردانگی کا...وقعت و اہمیت کا...کرچی ہوئے مان کا۔

"وہ ہر لمحہ تمہیں یاد کرتی ہیں۔ہر سانس کے ساتھ تمہارا ذکر ہوتا ہے۔تم کیسے انہیں چھوڑ کر یوں بے حس رہ سکتے ہو؟"

برداشت کا بند جھٹکے سے ریزہ ریزہ ہوا۔

"دیٹس اینف، زمل۔" ضبط کھوتے ہی وہ دانت پر دانت جمائے غرایا تھا۔

ایک چنگاری اندر حشر مچاتے لاوے کو دہکا گئی۔

www.novelsclubb.com

ہیولے کی مسکراہٹ گہری ہوئی...آہ،وہ فتح یاب ٹھہرا۔دسترس حاصل کرلی۔

ایک استہزائیہ نظر بیڈ پر بیٹھی لڑکی پر ڈالی جس کی آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔دل لمحے کے لئے رک گیا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ ہم اس موضوع پر بات نہیں کریں گے۔"وہ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بولا۔انداز میں اشتعال نمایاں تھی۔

زمل کی گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"تم اپنی ماں کو سزا دے رہے ہو؟"سرگوشی کی سی آواز میں یوں پوچھا جیسے آخری تصدیق چاہ رہی تھی۔

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔"گود میں رکھا کشن پھینکتے ہوئے وہ کاٹ دار لہجے میں کہتا اٹھا۔آنکھوں میں سرخ لکیریں تھیں،یوں جیسے خون اترا ہوا تھا۔

"میں نے تمہیں ماضی کریدنے سے منع کیا تھا...اس کا تمہیں کوئی حق نہیں تھا۔"

www.novelsclubb.com

زمل نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اندر کچھ چھناکے سے ٹوٹا، کچھ ایسا جس کی کرچیاں آنکھوں میں بھی سمٹ آئیں۔

"جب میں نے تمہیں کچھ کرنے سے نہیں روکا، تو تم بھی مجھ پر کچھ امپوز نہیں کر سکتیں۔" چبا چبا کر کہتے ہوئے اس نے آستین سے پیشانی رگڑی۔ گرمی جیسے وجود کو جھلسا رہی تھی۔

زمل نے لب کو بے دردی سے کچلتے ہوئے، حلق میں جمع ہوتے آنسو نیچے اتارے جو تیزاب کی مانند دل پر گرتے گئے مگر انہیں آنکھوں سے ٹپکنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ اس کے سامنے نہیں روئے گی، یہ طے تھا۔

ایک سلگتی ہوئی زخمی نگاہ اس پر ڈال کر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔اس کی آنکھوں میں ٹھہری نمی وہ نہیں دیکھ سکی تھی۔

زمل نے آنکھیں میچ لیں۔ایک آنسو خاموشی سے چہرے پر لڑھک دیا جسے اس نے سختی سے رگڑ دیا۔وہ قطعی اس کی وجہ سے نہیں روئے گی...یہ بھی طے تھا۔

مگر وہ آنسو آج بھی اپنی مرضی کے مالک تھے...وہ زیادہ دیر انہیں نہیں روک سکتی تھی...سو وہ تیزی سے ابل پڑے۔اس نے سر ہاتھوں میں گراتے ہوئے لب بھینچ کر سسکیوں کا گلا گھونٹ دیا تھا۔

اس کا رویہ...اس کا انداز...لہجے کا اشتعال...سب دل کو زخمی کر گیا تھا۔

سیاہ ہیولے کی آنکھوں کی چمک بہت بڑھ چکی تھی۔دو محبت کرنے والوں کے درمیان خلش پیدا ہو چکی تھی...اس سے بڑی کامیابی کیا ہو سکتی تھی بھلا؟

آہستگی سے تحلیل ہوتے ہوئے،وہی سیاہ ہیولہ سیڑھیوں کے اوپر اسٹڈی میں نمودار ہوا۔

کمرے میں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔فقط شیشے کی کھڑکی سے گرتی،چاند کی روشنی تھی جو اندھیرے کی سیاہی کم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔بند دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے،وہ سر ہاتھوں میں گرائے،اپنی سیاہیوں کے ساتھ تنہا بیٹھا تھا۔چہرے پر لڑھکتے آنسو کالر میں جذب ہوتے جا رہے تھے۔

وہ خود سے تھکنے لگا تھا...اسے خود سے خوف آنے لگا تھا...وہ کیوں اتنا بے حس ہوتا جا رہا تھا؟

رات واقعی گھٹن زدہ تھی۔

☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح افق پر بکھر رہی تھی۔بھاری سی خاموشی چہار سو چھائی ہوئی تھی۔راہداری میں کمرے کا دروازہ بند تھا۔کھڑکیوں کے پردے ہٹے ہوئے تھے سو ماحول روشن لگتا تھا۔وہ ڈریسنگ مرر کے آگے کھڑا، کف بند کر رہا تھا۔گیلے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔رت جگے کی وجہ سے آنکھیں قدرے سرخ اور چہرہ ستا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

دفعتاً دروازے پر دستک ہوئی اور پھر آہستگی سے دھکیلا گیا۔زیان نے بے اختیار سر اٹھا کر آئینے میں دیکھا۔

"میں ناشتہ لگا دیا ہے، آ جاؤ۔" ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈال چوکھٹ میں کھڑی، زمل نے سپاٹ انداز میں کہا۔ بالوں کو پونی میں باندھے، چہرہ بے تاثر تھا۔

زیان نے سر کو خم دیتے ہوئے برش اٹھا لیا۔ زمل سر جھٹکتے ہوئے پلٹ گئی۔ برش سے بال پیچھے کرتے ہوئے کتھئی آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا۔ بے اختیار لب کاٹا۔

ناراضی کے باوجود اس کا سپاٹ اور بے تاثر انداز، اسے اندر تک مضطرب کر رہا تھا۔ ذہن سے تمام سوچوں کو جھٹکتے ہوئے پرفیوم اسپرے کیا، موبائل اور چابیاں اٹھاتا باہر نکل آیا۔

اور یہ اُن کی پہلی صبح تھی جس میں انہوں نے خاموشی سے ناشتہ کیا تھا... وہ شگفتگی اور زندہ دلی جیسے کہیں کھو گئی تھی... لمحہ بہ لمحہ خاموشی اعصاب پر بھاری پڑتی جا رہی تھی۔

ٹشو کھینچ کر ہاتھ رگڑتے ہوئے زیان نے بغور، سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا جو کہ غائب دماغ لگ رہی تھی۔ آنکھیں گلابی سی تھیں۔ دل کو یکدم ہی ملال نے گھیر لیا۔ وہ چند لمحے اس کی جھکی پلکوں کو دیکھتا رہا۔

"زمل۔" آہستگی سے پکار لیا۔

اس نے بے ساختہ چونک کر چہرہ اٹھایا۔ اسے جیسے توقع نہیں تھی کہ وہ پہل کرے گا... ارتضی کی انا یہ موقع بھی دیتی ہے؟ اس نے جیسے متعجب ہو کر سوچا تھا۔

"ہوں۔" سر پھر جھکا لیا۔

زیان نے لب کاٹتے ہوئے گہری سانس لی۔

"کل رات جو بھی ہوا..."

"وہ ٹھیک تھا۔" زمل نے یکدم اس کی بات کاٹی۔ انہی بے تاثر نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا۔ "تم نے مجھے باور کروا دیا ہے کہ میں کتنا حق رکھتی ہوں، اس کے لئے شکریہ۔"

www.novelsclubb.com

انداز اتنا ٹھنڈا تھا کہ وہ لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکا۔

"مجھے اب بہتر طریقے سے اندازہ ہو گیا ہے... سو تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آئندہ، تمہارے معاملات تمہارے ہیں۔" وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ آواز بالکل نارمل تھی۔

یہی عام سا انداز، زیان کو اندر تک چبھ رہا تھا۔ اگر وہ لڑ لیتی یا ناراضگی دکھاتی تو اتنا مشکل نہیں تھا لیکن یہ سپاٹ اور بے تاثر انداز جیسے ایک لکیر کھینچ گیا تھا... وہی لکیر جو کل رات اس نے کھینچی تھی۔

"مائعزم کی کال آئی تھی۔ شام کو کیفے میں ڈنر اس کی طرف سے ہے۔ وقت پر پہنچ جانا۔" عام سے انداز میں کہتے ہوئے وہ برتن اٹھائے سنک کی جانب بڑھ گئی۔

زیان نے دو انگلیوں سے کنپٹی مسلی اور سر کو خم دیتے ہوئے موبائل اٹھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ چہرہ سنجیدہ مگر آنکھیں زخمی سی لگتی تھیں۔ سر جھٹک کر وہ دروازے کی جانب بڑھا تھا کہ عقب سے آتی آواز نے قدم زنجیر کر دیئے۔

"فی امان اللہ۔"

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ اسی مصروف انداز میں نل کھولے، برتن کنگھال رہی تھی۔ نیم رخ سے تاثرات کا پتہ لگانا مشکل تھا۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ یکدم ہی کوئی عجیب سا احساس برق بن کر چھو گیا۔

ایک پل کے لئے دل چاہا کہ وہ آج رک جائے... آگے بڑھ کر ہر شکوہ ختم کر دے... لمحوں کو سمیٹ لے... مگر اسے دیر ہو رہی تھی، واپسی پر دیکھے گا۔

"خدا حافظ۔" آہستگی سے کہہ کر وہ جانے کے لئے مڑ گیا۔

بیرونی دروازہ بند ہوا تو زمل کے تاثرات کا خول چٹخ گیا۔ نل بند کرتے ہوئے اس نے گہری سانس لی۔ سر میں درد کی ٹیسیں اٹھنے لگی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

آفندی ہائیٹس کی تیسری منزل پر بنے کانفرنس ہال میں مکھیوں کی سی بھنبھناہٹ تھی۔ مرکزی دیوار شیشے کی تھی جس کے پار چڑھتی دوپہر دکھائی دے رہی تھی۔ اندرونی ماحول میں لطیف سی ٹھنڈک تھی۔

طویل میز پر کاغذات بکھرے تھے۔ پروجیکٹر کی اسکرین روشن تھی۔ سربراہی کرسی کے پیچھے کھڑا اعتزاز ذرا سا رُخ موڑے ابھرتی سلائیڈز کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھیں پرسوچ انداز میں سکیڑ رکھی تھیں۔ وہ مکمل اپنے کام کی طرف متوجہ تھا۔

دائیں جانب چوتھی کرسی کی ہتھ پر کہنی ٹکائے، دوسرے ہاتھ میں پین انگلیوں میں گھماتے ہوئے زیان خاموشی سے ایگزیکٹو کی بات سن رہا تھا۔ گرے شرٹ کی آستینیں موڑے، چہرہ سنجیدہ لگتا تھا۔ اس کی آنکھوں سے کسی بات کا کوئی شائبہ معلوم نہیں ہوتا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر۔" ایگزیکٹو کے خاموش ہوتے ہی اعتزاز ممبران کی طرف پلٹا۔ فریم گلاسسز میں وہ ہمیشہ کی طرح بے تاثر لگ رہا تھا۔ "یہ ڈیل ہمیں ملنا، ایک بڑی کامیابی ہے کیونکہ اس سے ہم مارکیٹ ویلیو میں اپنی قیمت بڑھا سکیں گے۔ ہمارے

پاس بیس دن کا وقت ہے لیکن میں پندرہ دنوں میں وائنڈاپ کرنا چاہوں گا تاکہ متوقع طور پر اگلی ڈیل بھی ہمارے ساتھ کی جائے۔"

سب توجہ سے اسے سن رہے تھے۔اس نے جھک کر نیلے رنگ کی فائل اٹھائی۔

"مسٹر اطہر، آپ پیمنٹ کنفرم کروا کے سائٹ پر ڈیلوری یقینی بنائیں۔میں سائن کر چکا ہوں، آپ کے پاس دو دن ہیں۔"اس نے فائل دو قدم آگے آتے ہوئے دائیں جانب بیٹھے ادھیڑ عمر صاحب کی جانب بڑھائی۔

"باقی سب کو اپنے ٹاسک معلوم ہیں۔آج شام نو بجے ان کے ساتھ ہمارا ڈنر ہے۔جس میں ارتضی..."اس نے گردن موڑی۔"تم اس پروجیکٹ کی پریزنٹیشن دو گے۔"

www.novelsclubb.com

زیان خاموشی سے سر کو خم دیا۔اس کے تاثرات مبہم تھے۔

"سائٹ پر مال کی ڈلیوری key ہے۔Quantity, Quality اور ٹائم پر کوئی کمپرومائز نہیں ہونا چاہیے۔غیر ملکی کمپنی سے مال کو import کرنا اس ڈیل

کی کامیابی کے چانسز کو boost کرے گا۔اس معاملے میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ذرا سی اونچ نیچ، کروڑوں کے نقصان سے دوچار کر سکتی ہے۔اس لئے احتیاط ملحوظِ خاطر رکھئے گا۔" آخر میں تنبیہ کرتا لہجہ، سرد تھا۔

کئی خاموش نظروں کے تبادلے ہوئے اور پھر سب اپنا سامان سمیٹنے لگے۔فائل میں کاغذ لگاتے ہوئے زیان کرسی دھکیل کر اٹھا۔کلائی موڑ کر ایک نظر گھڑی پر ڈالی۔سوئیاں دو سے آگے بڑھ رہی تھیں۔دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے ایک طائرانہ نگاہ کے ساتھ اطراف میں دیکھا۔سب اپنی بحث میں مشغول تھے۔وہ سر جھٹک کر باہر نکل آیا۔بیزاری سِوا ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے، منہاس صاحب۔آپ کنفرم کر دیں، میں آپ کو ای میل کر دیتا ہوں۔"

راہداری کا موڑ کاٹتے ہی، اپنی سوچوں میں گم وہ بری طرح موبائل پر بات کرتے اطہر صاحب سے ٹکرایا تھا۔فائلیں اور کاغذات ہاتھوں سے پھسلتے ہی زمین بوس ہوئے۔

"برخودار، انسان ہو کہ فولاد؟" وہ برہمی سے کہتے ناک پر چشمہ درست کر رہے تھے۔

پنجوں کے بل، فائلز اٹھاتے ہوئے زیان نے سر اٹھا کر بڑے میاں کو دیکھا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ لمحے کے لئے اس کے بھی چودہ طبق روشن ہو گئے تھے مگر پرواکسے تھی۔

"معذرت سر۔" نرمی سے کہہ کر فائل ان کی جانب بڑھائی۔ وہ ایک خفاسی نظر اس پر ڈال کر فائل لئے آگے بڑھ گیا۔

زیان نے گہری سانس لی۔ ہر کوئی اس سے ہی تنگ تھا۔ سر جھٹک کر وہ اپنے آفس روم کی جانب بڑھ گیا۔

کھڑکیاں بند، بلائنڈز گرے ہوئے تھے۔ سوئچ پر ہاتھ مارا تو آفس روشنیوں میں نہا گیا۔ فائل میز پر رکھتے ہوئے وہ کاؤچ پر گرنے والے انداز میں بیٹھا اور ہاتھ بڑھا کر پانی کی بوتل اٹھائی۔ گھونٹ لیتے ہوئے یکدم ہی آواز ذہن میں لہرائی۔

"تم نے مجھے باور کروادیا ہے کہ میں کتنا حق رکھتی ہوں۔"

اس نے آنکھیں بند کرتے ہوئے پیشانی مسلی۔ عجیب سی گھٹن سینے میں ہو رہی تھی۔ شرٹ کا اوپری بٹن کھولتے ہوئے اس نے سر پیچھے کو ٹکا دیا۔

کچھ تھا جو معمول میں، معمول سے ہٹ کر لگ رہا تھا جسے الفاظ دینے سے وہ قاصر تھا۔ الجھن... سراسیمگی... بے چینی۔ وہ جیسے خود کو خود سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ اسے اب تک خود کو اس تھکن کا عادی بنا لینا چاہیے تھا۔ اس نے جیسے تلخی سے سوچا۔

چند لمحے ہو نہی گزر گئے پھر وہ آنکھیں کھول کر سیدھا ہوا۔ اپنی سوچوں کو جھٹکتے ہوئے ٹیبل پر رکھی، فائل اٹھالی۔

اسے کام کرنا تھا۔ جب اس کی زندگی نارمل نہیں تھی تو اسے عام لمحات کی چاہ کرنی بھی نہیں چاہیے۔

وہ صفحے پلٹا رہا تھا جب موبائل کی میسج ٹون بجی۔ لمحے کے لئے اسکرین روشن ہو کر بجھ گئی۔ اس نے موبائل اٹھایا تو ماتھے پر بل پڑ گئے۔

یہ عجیب ڈھنگ، عجیب لوگ، عجیب رنگ، عجیب روگ

یہ تیرے مزاج کی جانہیں، تیرا جس نگر میں قیام ہے

انجان نمبر سے فقط اتنا ہی بھیجا گیا تھا۔ لب دبائے، وہ آنکھیں سکیڑے اسکرین کو دیکھتا رہا پھر بیزاری سے موبائل بند کر کے سائیڈ پر ڈال دیا۔ کوفت زدہ انداز میں وہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا۔

بغیر تعارف کروائے انجان نمبر سے بات شروع کرنے والے اسے زہر لگتے تھے۔ وہ بھی ارتضی تھا۔ میسج دیکھ کر یوں ہی نظر انداز کر دیتا تھا۔

مگر ہر دفعہ معمول عام نہیں ہوتا۔

☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

کھڑکیوں کے پار اترتی شام کی اداسی گہری ہو رہی تھی۔ پیروں میں گرتے عبایے کے ساتھ وہ آئینے کے سامنے کھڑی اسکارف لپیٹ رہی تھی۔ شفاف چہرے پر خاموش سا تاثر تھا۔ دل بوجھل اور آنکھیں اداس لگتی تھیں۔ تبھی میسج کی ٹون پر اس نے رک کر دیکھا۔ خفگی سے ابرو اکھٹے ہوئے۔ اسکرین پر چمکتے آڈیو کو چھوا۔

"میں تھوڑا لیٹ ہو جاؤں گا، زمل۔ بعد میں جوائن کرتا ہوں۔" وہ تیزی سے کہتے ہوئے عجلت میں لگ رہا تھا۔

زمل کے لب بھینچ گئے۔ وہ جیسے اندر تک جل کر رہ گئی تھی۔ برہمی سے نقاب اٹھایا اور پیچھے کو گرہ لگانے لگی۔ اب کہ آنکھوں میں غصے کی لہر نظر آتی تھی۔

"میرا ہی دماغ خراب ہے جو پریشان ہوتی رہتی ہوں۔ جب بندے کو خود کوئی پروا ہی نہیں ہے تو میں نے مفت میں پریشان ہونے ٹھیکا نہیں اٹھا رکھا، ہونہہ۔" پرس کی زنجیر کندھے پر ٹکاتے ہوئے وہ اسی انداز میں بڑبڑا رہی تھی۔ یہ مکمل فراموش کئے کہ صبح زیان نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے ہری جھنڈی دکھا دی تھی، چچ۔

وہ پورچ میں آئی تو شام گہری ہو رہی تھی۔ آسمان جامنی ہونے لگا تھا۔ کی چین انگلیوں میں گھماتے ہوئے اس نے مین ڈور کھولا تو جیسے ٹھٹک کر رُکی۔ آنکھوں میں اچھنبا اترا۔ دہلیز پر چھوٹے چھوٹے زرد پھولوں کا بالشت بھر گُچھا جس میں کارڈ جھلک رہا تھا۔ اس نے ارگرد دیکھا مگر کالونی میں وہی سناٹا چھایا ہوا تھا۔

زمل نے جھک کر بُکے اٹھایا اور دوسرے ہاتھ سے کار ان لاک کرتے ہوئے اندر بیٹھی۔ سیٹ بیلٹ باندھ کر اس نے گردن موڑی۔ سیٹ پر رکھے بُکے سے وہی زرد پھول جھانک رہے تھے۔ زرد پھول... دشمنی، خطرے، نقصان کی علامت۔

اس نے احتیاط سے پھولوں کو چھوئے بغیر، کارڈ اٹھایا۔ بنا سطروں کے سفید کورا، سخت کاغذ جس کے وسط میں کچھ لکھا تھا۔ ایمبر آنکھوں میں سایہ سا لہرایا۔

مت ٹوٹ کر چاہو اسے آغازِ سفر میں
بچھڑے گا تو اِک اِک ادا تنگ کرے گی

رگ و پے میں خوف کی لہر دوڑی تھی۔ اس نے بے اختیار ونڈ اسکرین کے پار دیکھا مگر سب معمول کے مطابق تھا۔ لب کاٹتے ہوئے اس نے اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکن محسوس کی۔ یہ کسی کا مذاق ہو سکتا تھا، عام سی شرارت مگر کچھ تھا جو اس کھٹک رہا تھا۔ خشک ہوتے حلق کو تر کرتے ہوئے اس نے اگنیشن میں چابی گھمائی۔ مردہ انجن میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر کار آگے بڑھ گئی۔

ذہن الجھ گیا تھا... خوف اپنا مدار پھیلانے لگا... بے چینی سوا ہوئی۔ سر جھٹک کر اس نے خود کو تمام زہریلی سوچوں سے آزاد کروانا چاہا مگر دل کی دھڑکنوں میں وہی شور برپا تھا۔

اس نے پھولوں کو نہ چھونے کی احتیاط کی تھی مگر وہ اصل کو بُھلا گئی تھی... پھولوں کا اصل... ان کی خوشبو۔

زرد پھولوں سے اٹھتی مہک عام نہیں تھی۔

گھڑی کی سوئیاں سات سے آگے بڑھنے لگیں جب اس نے ایچ زی کیفے کا دروازہ دھکیلا۔ ہال خالی تھا۔ سیڑھیاں اترتی مائعزم اسے دیکھ کر رُکی پھر بے اختیار مسکرائی۔

www.novelsclubb.com

"اکیلی کیوں آئی ہو؟" گلے ملتے ہوئے اس نے پوچھا۔

زمل لمحے کے لئے خاموش ہوئی۔ نامحسوس انداز میں دل شدت سے دھڑکا تھا۔

"زیان کچھ بزی تھا۔ آتا ہی ہوگا۔ باقی سب؟"

"انابیہ اوپر ہے۔ باقی دونوں لڑکے بھی پہنچنے والے ہیں۔ تمہاری آنکھیں کیوں سرخ ہو رہی ہیں؟" وہ جیسے چونکی۔

زمل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"پتہ نہیں، شائد الرجی ہو۔"

"چلو تم اوپر جاؤ۔ کمفرٹیبل رہو گی۔"

زمل سر ہلا کر سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ ذہن ہنوز، اپنی سوچوں میں گم تھا۔ دھڑکن تھی کہ بے قابو ہوتی جا رہی تھی۔ دروازہ دھکیلتے ہوئے اس نے نقاب اتارا اور بیڈ پر بیٹھی انابیہ کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ لبوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔

"اتنی جلدی آنے کی کیا ضرورت تھی یار؟" وہ طنزاً پوچھ رہی تھی۔

زمل نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیئے۔

"تمہارا بھائی تو مجھ سے بھی جلدی آ گیا، نہیں؟" حساب برابر کرتے ہوئے اس نے پرس ٹیبل پر رکھا اور اسکارف کھولنے لگی۔

"وہ نہیں آیا تمہارے ساتھ؟"

"اونہوں۔ کہہ رہا تھا، دیر ہو جائے گی۔" گردن کی پشت مسلتے ہوئے زمل نے ا لجھن سے آئینے میں جھلکتا اپنا عکس دیکھا۔ آنکھیں سرخ اور چہرہ بے رنگ سا ہو رہا تھا۔ سر جھٹک دیا۔

"اس کی تو ویسے بھی کوشش ہوتی ہے کہ گیدر نگز میں نہ آنا پڑے۔" وہ جل کر بولی۔

اپنی تمام تر الجھن اور خفگی، ہلکی سی مسکراہٹ کے پردے میں چھپائے وہ کیچر کھول کر بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے سن رہی تھی۔

"میری بات مان لو، تمہارا شوہر واقعی کھڑوس ہے جس کے مسکرانے پر بھی ٹیکس لگتا ہے۔"

"ایک سیکنڈ۔" زمل بالوں کو سمیٹتے ہوئے اس کی طرف پلٹی۔ "نظر عارب صاحب بھی نہیں آ رہے، تو پوں کا رُخ زیان کی طرف کیوں؟"

انابیہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"عارب نو بجے سے پہلے فارغ نہیں ہوتا لیکن زیان کا پانچ بجے آف ہو جاتا ہے۔اب ساڑھے سات ہو رہے ہیں، پتہ کرو کہاں ہے۔" وہ مصنوعی سنجیدگی سے کہتے ہوئے دروازے کی جانب بڑھ گئی۔

زمل ہلکا سا مسکراتے ہوئے اٹھی تبھی آنکھوں کے آگے جیسے اندھیرا چھا گیا۔اس نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا۔اگلے ہی لمحے بصارت بحال ہو گئی۔اس نے آنکھیں سختی سے میچ کر کھولیں۔

دل میں یکدم ہی وحشت سی اتری۔اس نے ارد گرد دیکھا پھر تھک کر کنپٹی مسلی۔

گردن کی پشت مسلتے ہوئے اس نے فون اٹھایا اور گہری سانس اندر کو کھینچی۔سینے میں عجیب سی گھٹن ہو رہی تھی۔گھنٹی جانے لگی تو اس نے موبائل کان سے لگا لیا۔نگاہیں کلاک پر جمی تھیں جس پر سوئی سات سے آگے بڑھ رہی تھی۔

"ہاں زمل، خیریت؟" دوسری گھنٹی پر ہی کال اٹھا لی گئی۔آواز میں فکر مندی تھی۔

"کہاں ہو؟" بولتے ہوئے گلے میں خراش ہونے لگی تھی۔ نگاہیں دھندلا گئیں۔

"میں نے میسج کیا تو ہے کہ دیر ہو جائے گی، کمپنی ڈنر ہے۔ میسج نہیں ملا؟"

یکدم ہی ساری آواز بند ہوتی گئیں۔ گلے سے ہوتی تکلیف اچانک ہی سینے میں اترتی دل کاٹ گئی۔ اس نے سانس کھینچنے کی کوشش کی مگر بے سود... شدید جلن حلق میں ہوتی محسوس ہوئی یوں جیسے کانٹے اُگ آئے تھے۔ قدم بے جان ہو کر ساتھ چھوڑنے لگے۔ اذیت میں ڈوبی دبی دبی کراہ لبوں سے نکلی۔

"زمل... تم ٹھیک ہو؟" زیان تیزی سے سیدھا ہوا۔ کوئی سرخ سی گھنٹی بجنے لگی۔

اپنے دھن میں دروازہ دھکیلتی مائعزم لمحے کے لئے ساکت رہ گئی۔ اس کے پیچھے انابیہ کے حلق میں جیسے سیب کا ٹکڑا اٹک کر رہ گیا۔ قاش ہاتھوں سے پھسل گئی۔

"زمل۔" وہ بے اختیار چیخی۔ مائعزم تیزی سے اس کی طرف لپکی۔

خود کو پکارتی آوازوں سے بے خبر، سینے میں اٹھتی تکلیف سے بے حال ہوتی وہ ڈھے چکی تھی۔ بند ہوتی آنکھوں کے باوجود جلن کا بڑھتا احساس رگوں میں سرایت کر رہا تھا۔ بے جان ہوئے ہاتھ سے موبائل گر کر زمین بوس ہو چکا تھا۔

"زمل... آنکھیں کھولو، یار۔ کیا ہو گیا ہے؟" بمشکل اس کو سنبھالتے ہوئے مائعزم نے بے اختیار اسے جھنجھوڑا۔

کئی میل دور فائیو اسٹار ہوٹل کے ہال میں کھڑے زیان ارتضی کو زمین و آسمان اپنی نگاہوں کے سامنے گھومتے محسوس ہوئے۔ دوسری جانب ابھرتی آوازیں، اس کا سانس روکنے کے لئے کافی تھیں۔ پیشانی پر یکدم ہی قطرے چمکنے لگے۔ جیب سے چابیاں نکالتا، وہ بے اختیار باہر بھاگا۔ کئی لوگوں نے پیچھے سے پکارا، رک جانے کو کہا مگر وہ نظر انداز کر کے باہر جا چکا تھا۔

مائعزم کے ہاتھوں میں زمل کا ہاتھ ٹھنڈا اور بے جان ہوتا جا رہا تھا۔ نبض مدھم اور سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔ چہرے کی نیلی پڑتی رنگت، کسی انہونی کی خبر دے رہی تھی۔

"یہ... یہ نارمل نہیں ہے۔" مائعزم کی آواز کانپی۔انابیہ کے چہرے کا رنگ اڑتا گیا۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل نکالا۔

سرمئی سڑک پر سیاہ کار تیزی سے بھاگ رہی تھی یوں کہ اس نے کئی گاڑیوں کو اوورٹیک کیا تھا۔اسٹیرنگ تھامے ہاتھوں کی نسیں ابھر رہی تھی۔اس نے بمشکل خشک ہوتے حلق کو تر کیا۔ صبح سے ہوتی بے چینی عام نہیں تھی،اسے نظرانداز نہیں کرنا چاہیے تھا۔موڑ کاٹتے ہوئے اس نے پھر کال ملائی۔

ایمبولنس کا سائرن سماعتوں پر ہتھوڑے برسا رہا تھا۔اسٹریچر کے اندر جاتے ہی دروازہ بند ہو گیا اور پھر بند گاڑی آگے بڑھ گئی۔

تبھی انابیہ کے ہاتھ میں زمل کا موبائل بجنے لگا۔اسکرین پر چمکتے نام کو دیکھ کر اس کا دل جیسے ڈوب سا گیا۔

"زمل۔" زیان نے رابطہ ملتے ہی تیزی سے پکارا۔

خوف...اضطراب...بے قراری...ہر جذبہ اس پکار میں پنہاں تھا۔انابیہ نے آنکھیں میچ کر گہری سانس لی۔

"اسے زہر دیا گیا ہے۔"

کیا تم نے کسی کو بے موت مرتے دیکھا ہے؟پوری قوت سے اس کا پاؤں بریک پر جا پڑا تھا۔سیٹ بیلٹ نے بدقت اسے بچایا تھا۔سماعتوں میں اتر اسیسہ،روح کو جھنجوڑ گیا تھا۔تکلیف اتنی کہ سینے میں اٹھتی محسوس ہوئی۔وہ بھی زہر تھا جو اس کی رگوں میں اتر کر اسے بے جان کرنے لگا۔

"مائعزم ایمبولنس کے ساتھ گئی ہے۔پریشان مت ہو،ہم نے فرسٹ ایڈ دی تھی...کچھ نہیں ہو گا...زیان سن رہے ہو؟"انابیہ نے کہتے ہوئے کسی خدشے کے تحت پکارا۔

زیان ارتضی کو خود میں شعلے بھڑکتے ہوئے محسوس ہوئے۔سب ختم ہو رہا تھا۔اس کے ارد گرد دنیا ویسے ہی بھاگ رہی تھی مگر اس کا دل جیسے اسی لمحے میں مر گیا تھا۔

"زیان تم ٹیمپر لوز نہیں کرو گے... بھروسہ رکھو...اسے کچھ نہیں ہو گا...ریش ڈرائیونگ مت کرنا۔" وہ فکر مندی سے کہہ رہی تھی مگر وہ نہیں سن رہا تھا۔

کانپتے ہاتھوں سے اس نے کال کاٹی اور سر اٹھا کر خالی نگاہوں سے ونڈ اسکرین کے پار دیکھا۔ذہن جیسے ایک ہی نقطے پر جم گیا تھا۔

"اختتام سے بھی آگے،ابد تک۔" روشن آنکھیں مسکرائی تھیں۔

سب پانی میں ڈوب کر فنا ہو رہا تھا۔اس کا خوف مجسم ہو کر سامنے آ چکا تھا۔وہ زمل اعظم کو سیکیورٹی نہیں دے پایا...وہ اپنی بیوی کو نہیں بچا سکا...مرنا تو اسے چاہیے تھا۔

"تم نے خود کو اتنا ارزاں کیوں سمجھ لیا ہے؟" وہ جیسے خفا ہوئی تھی۔

آنکھوں کے آگے کوئی دھند سی چھا رہی تھی۔ذہن کہیں بہت پیچھے بہہ رہا تھا...مکمل لمحوں کی قید میں جن کی تمازت بے جان ہو رہی تھی۔چہرہ سفید پڑتا جا رہا تھا۔

"میں گلٹ سے آزاد تھی۔" کل رات کی دھیمی سی سرگوشی۔

ہاسپٹل کا سفید ماحول ویسا ہی وحشت زدہ تھا... موت سا سناٹا چہار سو چھایا ہوا تھا... کسی قبر کی طرح۔ وہ یہاں تک کیسے پہنچا تھا، نہیں جانتا تھا۔ یاد رہا تو فقط اتنا کہ اس کی زندگی ڈوب رہی تھی۔ سیاہیوں میں کھلنے والا واحد دروازہ بند ہو رہا تھا... وہ اس کی حفاظت نہیں کر سکا تھا۔ یہ خیال، اسے زندہ درگور کر رہا تھا۔

کوریڈور میں مڑتے ہی اس نے اسکارف والی لڑکی کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ وہ کچھ کہہ رہی تھی.. ٹوٹے بکھرے الفاظ ذہن نہیں پکڑ پا رہا تھا... مبہم سی تسلی، خالی امنگ، بکھری ہوئی امید شائد۔

"مرنے والوں کے ساتھ جڑا گلٹ بہت بدترین ہوتا ہے، زیان۔" تکان زدہ آواز۔

اس نے پہلو میں گرے ہاتھوں کی اتنی زور سے مٹھیاں بھینچیں کہ ناخن اندر اترنے لگے۔ دل کے ٹکڑے صحیح معنوں میں اب جان نکالنے لگے تھے۔ اس نے

آئی سی یو کے شیشے کے پار، مشینوں میں جکڑی، بے رنگ چہرے والی لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھیں بند تھیں۔

زیان ارتضی کا سانس سینے میں اٹکنے لگا۔

"خدا حافظ۔" بظاہر عام سے انداز میں مگر خلوص بھرا الوداع۔

وہ ساکن نگاہوں سے اسے دیکھے گیا۔ وہ تو اس سے وفا کی دعوے دار تھی، اس نے جفا کر راستہ کب چن لیا؟ شیشے پر یونہی ہاتھ رکھے، اس نے چہرہ جھکا کر گہری سانس لینی چاہی۔ تنفس بھاری پڑ رہا تھا۔ درد کی شدت بڑھتی جا رہی تھی۔

اگر اسے کچھ ہو گیا تو وہ کیا کرے گا؟ دماغ کی نس پھٹنے پر آ گئی تھی۔ پیشانی پر چمکتے قطروں کو اس نے آستین سے رگڑا تھا۔ قسمت یوں اسے تباہ نہیں کر سکتی تھی۔ وہ یہ نقصان نہیں اٹھا سکتا تھا... وہ ڈھے جائے گا۔

"زیان، ریلیکس... بروقت ٹریٹمنٹ کی وجہ سے زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔" مائعزم اس کے پاس آ کر نرمی سے تسلی آمیز انداز میں کہہ رہی تھی۔

ذہن کو کوئی امر بیل سی جکڑنے لگی۔ اس نے آہستگی سے سر اٹھا کر شیشے کے پار دیکھا۔ کوئی خیال سا برق بن کر چھو گیا۔

"ہم اپنے دشمن کے بارے میں کنفرم نہیں ہیں لیکن ایک بات طے ہے کہ وہ ہمیں ٹارگٹ کرے گا۔"

کتھئی آنکھوں میں جیسے خون کی لکیریں اترنے لگیں۔ انہوں نے اس کی بیوی کو نشانہ بنایا تھا... یہ احساس ہی اس کے اعصاب جھنجھوڑ گیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ مائعزم کو نظر انداز کرتا تیزی سے آگے بڑھا۔ انداز جارحانہ تھا۔

"زیان کہاں جا رہے ہو؟ کوئی غلط قدم مت اٹھانا۔" مائعزم بے اختیار اس کے پیچھے لپکی مگر وہ دو تین زینے ایک ساتھ پھلانگتا، نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ اس

نے بے بسی سے لب کاٹا پھر تیزی سے موبائل نکالتے ہوئے نمبر ملایا۔گھنٹیاں جانے لگیں۔کچھ پلوں بعد اٹھالیا گیا۔

"پہنچ رہا ہوں،مائعزم۔کیسی کنڈیشن ہے زمل کی؟"تیزی سے پوچھتا عارب عجلت میں لگ رہا تھا۔

"زیان کو روکو،عارب۔وہ ٹارگٹ تک پہنچ گیا تو کچھ نہیں بچے گا۔"اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

پارکنگ لاٹ سے کار نکالتے ہوئے اس نے فُل سپیڈ پر چھوڑ دی۔لب بھینچے، پیشانی کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔ونڈ اسکرین کے پار جمی،آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"تم نے مجھے باور کروا دیا ہے کہ میں کتنا حق رکھتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ اس سے ناراض تھی... خفا تھی... وہ اس کی ناراضی دور نہیں کر سکا... اسے منا نہیں سکا... وہ کیسے ان لمحوں کا ازالہ کرے گا؟ زندگی اس کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی... ضبط کی شدت سے حلق دکھ رہا تھا۔

"کیا تم اتنے مضبوط ہو کہ اس بھاری، جان نکالتے گلٹ کے ساتھ رہ سکو؟"

اس لمحے اسے اندازہ ہوا کہ اس کی ہمت کی باڑ کی بنیادیں بہت کمزور تھیں۔ زمل اعظم کی تکلیف اس کی دنیا اندھیر کر رہی تھی... نہیں تھا اس میں اتنا حوصلہ کہ اس لڑکی کو کھو دے، جو اس کی زندگی کی روشنی تھی۔ ایک بے اختیار سا آنسو ٹوٹ کر چہرے پر لڑھکتا گیا۔

سفید محل کے آہنی گیٹ کھلے تھے۔ کار روکتے ہوئے وہ جھٹکے سے باہر نکلا۔ آج نہ انتقام یاد تھا... نہ ہی اپنا ڈھائی سال پرانا کھیل جو اس کی زندگی کا محور بن چکا تھا... یاد تھی فقط وہ جسے وہ کہیں زندگی و موت کے بیچ چھوڑ آیا تھا۔

دشمن اس کی حدود پھلانگ چکے تھے۔

ملازموں میں اسے دیکھتے ہی چہ مگوئیاں ہونے لگیں۔وہ دو سالوں بعد اپنے گھر آیا تھا، حیرانی بجا تھی۔

پر تعیش لاؤنج میں چلتی ایل ای ڈی پر پروگرام نشر ہو رہا تھا۔مگ تھامے ملائکہ ،ایک انگلی نیکلیس پر پھیرتے ہوئے حسام کی بات سن رہی تھی جو اسکرین کو دیکھتے ہوئے کچھ کہہ رہے تھے۔

قدموں کی آہٹ پر ان دونوں نے بے ساختہ گردن موڑ کر دیکھا اور لمحے کے لئے گنگ رہ گئے۔

سرخ چہرہ لئے ،زیان مٹھی بھینچتا دو قدم آگے آیا۔بکھرے بال، پیشانی کی تنی ہوئی رگیں اور آنکھوں میں اترا خون...اس کا کوئی انداز نارمل نہیں تھا۔ملائکہ کے اندر کوئی سرخ سی گھنٹی بج اٹھی۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا۔" وہ ہر لحاظ بلائے طاق رکھتا، غرایا تھا۔

حسام بے یقینی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ طرزِ تخاطب، نظروں کی حقارت، لہجے کا طیش۔

"میں نے بکواس کی تھی کہ میری بیوی سے دور رہنا۔" اس نے سینٹرل ٹیبل کو ٹھوکر ماری۔ ڈیکوریشن پیس لرز کر زمین بوس ہو گیا۔ ٹکڑے بکھرتے چلے گئے۔

کانپا تو ملائکہ کا دل بھی تھا۔ پیشانی پر قطرے چمکنے لگے۔ حقیقت سامنے آ رہی تھی۔ وہ سُن تھی، کچھ نہ کہہ سکی۔

"یہ کون سا طریقہ ہے، زیان؟" حسام برہمی سے آگے بڑھے۔

"یہی... یہی عورت تھی جس نے پہلے میری ماں کی زندگی برباد کی اور اب..." اس کی آواز خراش زدہ تھی۔ "اب میری بیوی کو مرنے تک پہنچا دیا ہے۔ کبھی آپ نے اس سے پوچھا؟"

اس کی آواز بلند ہوئی۔ گرمی کی حدت وجود کو جھلسا رہی تھی۔ لرزتے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے، وہ ضبط کی انتہا کو چھو رہا تھا۔ حسام نے نا سمجھی سے اسے دیکھا پھر پلٹ کر ملائکہ کو جو یک ٹک زیان کو دیکھ رہی تھی۔

وہ اسے پاتال کی گہرائیوں میں دھکیلنے آیا تھا...اس کے پیروں تلے زمین کھینچنے آیا تھا... کیا چیز اسے روک رہی تھی؟ درمیان میں حائل سیٹرل ٹیبل یا پھر... تربیت۔ سیڑھیاں اترتا عارب لمحے کے لئے ٹھٹکا۔ وہ یہاں آیا تھا؟ سر جھٹکتے ہوئے وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے قریب آیا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم؟ کیا ہوا زمل کو؟" حسام بے اختیار اس کی طرف بڑھے۔

وہ جھٹکے سے دو قدم پیچھے ہٹا۔ انہی خون آشام آنکھوں سے ملائکہ کو دیکھا۔

"اگر زمل کو کچھ ہوا تو خدا کی قسم میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے زندہ گاڑ دوں گا۔" انگشت شہادت اس کی طرف اٹھائے، وہ دانت پر دانت جمائے غرایا تھا۔ اس پر جیسے جنون طاری ہو رہا تھا۔

ملائکہ عباس نے بمشکل خشک ہوتا حلق تر کیا۔عارب ایک کاٹ دار نگاہ اس پر ڈال زیان کے آگے آیا۔

"ہاسپٹل چلو، زیان۔ تمہیں زمل کے پاس ہونا چاہیے۔وہ تمہارا انتظار کر رہی ہو گی۔" شانوں سے تھامے، وہ جیسے اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اس نے..."

"ہم اسے دیکھ لیں گے۔ابھی میرے ساتھ چلو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بھروسہ رکھو۔" اس نے آہستگی سے کہتے ہوئے اسے گلے لگا لیا۔

زیان اپنی جگہ پر تھم گیا۔یکدم خاموشی سی چھا گئی۔اندر کا طوفان تھمنے لگا۔اس نے کئی آنسو حلق کے اندر اتارے...ذرا سی تسلی کیسے ٹکڑے ہوتے دل کو سنبھال سکتی ہے...یہ اس نے آج جانا تھا۔

عارب آہستگی سے علیحدہ ہوا اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے، مضبوطی سے کتھئی آنکھوں میں جھانکا۔

"چلیں؟"

چند پل اسے دیکھنے کے بعد زیان نے لب بھینچے سر ہلا دیا۔اشتعال... تنفر...اندر ابلتا لاوا...سب ٹھنڈا پڑتا گیا۔اب صرف بے بسی تھی...تکان تھی...شکست خوردگی تھی۔

حسام نے لب کاٹتے ہوئے اذیت سے اسے جاتے دیکھا۔تمام تر فاصلوں کے باوجود وہ زیان ارتضی کو اندر تک جانتے تھے...اس کا ہر تاثر پہنچانتے تھے سو اس کی اذیت بھی جان گئے۔گہری سانس لیتے ہوئے وہ پلٹے۔

"کیا کہہ رہا تھا زیان؟"ان کا انداز ٹھنڈا تھا۔

صوفے پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھی ملائکہ نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔حسام ارتضی کی آنکھوں میں برف سا تاثر دیکھ کر وہ منجمد ہوئی تھی۔دل ڈوب سا گیا۔

"زمل کے ساتھ کیا کیا ہے تم نے؟"

تئیس سال کا ساتھ... بھروسہ...اعتماد...سب فقط بیٹے کے ایک جملے نے زیر کر دیا۔اس کے اندر جیسے طوفان حشر مچانے لگا۔وہ جھٹکے سے اٹھی۔

"تم مجھ سے سوال کر رہے ہو؟"

"وہ بناوجہ کے کچھ نہیں کہتا۔اگر وہ کہہ رہا ہے تو..."

"وہ کہہ رہا ہے،مائی فٹ۔"وہ بپھر گئی۔"بیٹے کی بکواس سن کر بیوی جھوٹی لگنے لگی ہے؟یہی بیٹا تھا جس پر یقین نہ کرتے ہوئے تم نے بھری محفل میں ہاتھ اٹھایا تھا اور آج وہ بناوجہ کے کچھ نہیں کہتا۔زبردست مسٹر حسام ارتضی۔"

"مائینڈ یور لینگوئج۔"وہ جیسے ضبط سے بولے تھے۔یکدم ہی کھیل کی بازی الٹتی محسوس ہوئی۔

"کیوں؟سچائی سننا گراں گزر رہا ہے؟وہ تمہارا ہی بیٹا ہے جو اپنی بیوی کے لئے مرنے مارنے تک پہنچ گیا ہے اور تم..."وہ استہزائیہ انداز میں مسکرائی۔"جس بیٹے

www.novelsclubb.com

کا زندگی میں کبھی یقین نہیں کیا، اسی کی بات سن تم مجھ پر سوال اٹھا رہے ہو مگر میں سائرہ خالد نہیں ہوں۔"

وہ رُکی اور گہری سانس لے کر اندر ابلتے اضطراب کو قابو کرنا چاہا۔ حسام کی رنگت متغیر پڑی۔

"ملائکہ عباس... تمہیں... جوابدہ... نہیں ہے۔"

حسام کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔ ملائکہ ایک قہر آلود نگاہ ان پر ڈال کر جھٹکے سے پلٹ گئی۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے زوردار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا۔ ٹیک لگائے آنکھیں بند کر کے گہرے گہرے سانس لئے۔ دل ابھی تک کانوں میں دھڑک رہا تھا۔ بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے نمبر ملانے لگی۔ چہرہ اب بھی مضطرب لگتا تھا۔

"یہ سب کیا ہے؟" کال ملتے ہی وہ دبا دبا غرائی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

شام دم توڑتی سیاہ ہو رہی تھی۔ کوریڈور میں سرد سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ آئی سی یو کے شیشے کے ساتھ ٹیک لگائے، پچھلے ڈیڑھ گھنٹے سے یونہی کھڑا تھا یوں جیسے اگر پلک بھی جھپکی تو منظر تحلیل ہو جائے گا اور وہ اپنے اندھیروں کے ساتھ تنہا رہ جائے گا۔ ذہن اب بھی ماضی کے پردوں میں الجھا ہوا تھا۔

تھک کر جلتی آنکھیں بند کرتے ہوئے اس نے سر دیوار سے ٹکا دیا۔ گلٹ واقعی بدترین ہو رہا تھا... کل رات کی تلخی کی چبھن... اس کی ناراضی کی تکلیف... اسے نقصان میں دھکیل دینے کی پشیمانی... وہ کیا برداشت کرے؟ وہ کہاں تک حوصلہ رکھے؟

"زیان ارتضی۔" دروازہ کھول کر سفید اوور آل پہنے ڈاکٹر باہر نکلی تھی۔

وہ تیزی سے سیدھا ہوا۔ لمحے کے لئے گردشِ حیات تھم گئی۔

"پیشنٹ کی حالت اب خطرے سے باہر ہے۔" سرجیکل ماسک اتارتے ہوئے وہ پروفیشنل انداز میں بولی۔

کوریڈور کی ٹھنڈک یکدم پگھل گئی تھی۔زیان کو لمحے کے لئے سماعتوں پر یقین نہ آیا۔رگوں میں کوئی جان سی دوڑتی محسوس ہوئی۔دل شدت سے دھڑک اٹھا۔

"فرسٹ ایڈ اور بروقت ٹریٹمنٹ سے بچت ہو گئی۔ she is stable now مگر ہوش میں آنے کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ہوپ فار دی بیسٹ۔"

اس نے بمشکل اثبات میں سر ہلایا۔آنکھیں سختی سے میچتے ہوئے اس نے ابلنے کے لئے بے تاب ہوتے آنسو اندر اتار لئے۔کندھے بوجھ تلے جھکتے جا رہے تھے۔اسے یوں محسوس ہوا کہ گزرے ڈھائی سالوں کی اذیت میں طمانیت کا لمحہ اب مجسم ہوا تھا۔قدموں کی آہٹ پر آنکھیں کھول کر آہستگی سے رگڑیں۔

"کہا تھا نا، بھروسہ رکھو۔" عارب نے مسکرا کر اس کا شانہ تھپکا۔

وہ جواباً مسکرا بھی نہ سکا۔تھک کر بس وہیں بنچ پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔دل کی دھڑکن ہنوز بے ترتیب تھی۔عارب نے بوتل اس کی جانب بڑھائی۔

"میں نے تمہارا بھیجا گیا نمبر ٹریس کروانے کی کوشش کی تھی۔ وہ ان ٹریس ایبل ہے۔"

بوتل تھامتے ہوئے زیان نے سر کو خم دیا اور ڈھکن کھولتے ہوئے لبوں سے لگالی۔ وہ جیسے پہلے ہی جانتا تھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ ملائکہ نے کیا ہے؟"

"اس کے پارٹنرز نے کیا ہے۔" آواز بھاری سی ہو رہی تھی۔

عارب نے تعجب سے اسے دیکھتے ہوئے ابرو چکایا۔

"پھر تم نے اسے کنفرنٹ کیوں کیا؟"

"بھلے ہی اس کے پارٹنرز نے کیا ہے لیکن وہ باخبر ہو گی۔ دوسرا، میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ سے خوفزدہ ہے کہ میں ڈیڈ کو سب بتا دوں گا۔ ایسے میں، میرے کنفرنٹ کرنے کے بعد وہ فرسٹریٹ ہو کر اپنے پارٹنرز کے پاس ہی جائے گی۔ ہم ان تک پہنچ جائیں گے۔ میں نے راستہ آسان کیا ہے۔"

''اس کی نگرانی کون کر رہا ہے؟''

''باسل۔''

عارب نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

''تھینک یو۔'' زیان نے دھیرے سے کہا۔

''چونکہ اس وقت پہلے ہی تم قریب المرگ ہو، اس لئے جانے دے رہا ہوں۔ ورنہ اس تکلف کے جواب میں ایک گھونسا تو دے ہی سکتا تھا۔'' وہ جتا کر کہتا آگے بڑھ گیا۔

زیان نے سر اٹھا کر اسے جاتے دیکھا پھر آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھا۔ گہری سانس کھینچ کر خود کو نارمل کرنا چاہا۔ قدم آئی سی یو کے دروازے کی طرف بڑھا دیئے۔

دروازہ دھکیلتے ہوئے سناٹا مجروح ہوا۔ اندر فقط مانیٹر کی بیپ گونج رہی تھی۔ وہ بھاری قدم اٹھاتا بیڈ کے قریب آیا۔ آنکھوں میں کرچیاں سی امڈ آئیں۔

زرد و پژمردہ چہرہ لئے، آنکھیں بند تھیں۔ آکسیجن ماسک کے ذریعے، سانس لیتے ہوئے تنفس بے حد دھیما تھا۔ زیان نے آہستگی سے اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔

"زمل۔" دھیرے سے زخمی انداز میں پکارا۔

مگر بند پلکوں میں کوئی جنبش نہ ہوئی۔ وہ چند لمحے لب بھینچے، اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر آہستگی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

"تم نے ابد تک ساتھ نبھانے کا وعدہ کیا تھا... تم نے کہا تھا کہ تم اہلِ دنیا کی طرح نہیں ہو... تم بھول سکتی ہو لیکن میں نے سب یاد رکھا، زمل۔ مجھے اول تا آخر سب یاد ہے۔" نمی لہجے میں گھلنے لگی۔ آنکھوں میں تکان تھی۔

"تم نے ٹھیک کہا تھا۔" اس کی آواز سرگوشی کی مانند تھی۔ "میں واقعی اتنا مضبوط نہیں ہوں کہ گلٹ کے ساتھ رہ سکوں۔"

اس نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔ اپنے پُر حدت ہاتھوں میں اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ کسی متاعِ کل کی طرح تھامے، وہ اذیت کی انتہا پر لگا تھا۔

"تمہیں مجھے ایک موقع دینا ہوگا۔" آہستگی سے بڑبڑاتے ہوئے اس نے کرسی سے سر ٹکا دیا۔ سر میں اٹھتی ٹیسیں گردن میں اتر رہی تھی۔

اس کی ذات کا شکستہ حصہ، آہستہ آہستہ سامنے آ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆

آفندی ہاؤس میں معمول کے مطابق خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ رات گہری ہوئی تو لان زرد و سفید روشنیوں سے دمک اٹھا۔ وسط میں لگا فوارہ ویسے ہی ابل رہا تھا۔ نم گھاس پر چلتا اعتزاز اپنی سوچوں میں گم تھا جب کان میں لگا ائیر پوڈ بجا۔ ارتکاز ٹوٹا۔

"یہ سب کیا ہے؟"

ملائکہ کی پُر طیش آواز پر اس کے ابرو اکھٹے ہوئے۔ آنکھوں میں چوکنا تاثر ابھرا۔

"کیا؟"

"زمل کے ساتھ کیا کیا ہے؟" وہ جیسے ضبط سے پوچھ رہی تھی۔ چہرہ حدت سے گلابی پڑ رہا تھا۔

"زمل؟" اعتزاز نے بے اختیار اپنا ذہن دوڑایا مگر شفاف تھا۔

"زیان کی بیوی۔ وہ آیا تھا کنفرنٹ کرنے۔ میرے علم میں لائے بغیر تم نے کیا کیا ہے؟" وہ کئی نامناسب الفاظ زبان کی نوک پر روکے، کاٹ دار آواز میں پوچھ رہی تھی۔

"کیا فضول بولے جا رہی ہو؟" وہ برہم ہوا۔ "میرا اس سے کیا لینا دینا ہے؟"

"وہی جو زیان سے ہے۔"

"واٹ ربش، میں مردوں کی جنگ میں عورتوں کو نہیں گھسیٹتا۔ وہ میری کمپنی میں کام کر رہا ہے، دماغ خراب ہے میرا کہ بنے بنائے کھیل کو میں اس کی فیملی پر ہاتھ ڈال کر بگاڑ دوں؟"

ملائکہ کے تنے کندھے ڈھیلے پڑے۔ دو انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے وہ بیڈ کے کنارے بیٹھی۔

"اگر تم نے کچھ نہیں کیا تو پھر کس نے کیا ہے؟"

کوفت سے سر جھٹکتے ہوئے اعتزاز یونہی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے آگے بڑھنے لگا۔ گلاسسز سے منعکس ہوتی سفید روشنیاں نقطوں کی مانند لگنے لگی تھیں۔

"یہ اس کا مسئلہ ہے۔"

"یہ میرا بھی مسئلہ ہے، اعتزاز آفندی۔ وہ مجھے حسام کے سامنے قصوروار ٹھہرا کر گیا ہے۔ جانتے ہو اگر حسام نے زیادہ چھان بین کر لی تو سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔" اشتعال مدھم پڑ گیا تھا۔ وہ مضطرب لگ رہی تھی۔

"یہ تمہیں اس کے بیٹے کو پھنسانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔" وہ جیسے اس عورت کی خاندانی سیاست سے بیزار ہو چکا تھا۔ "فی الحال پلان بی تیار کرو۔"

ملائکہ کے سر پر لگی، تلوں پر بجھی۔

"مت بھولا کرو کہ ایک کاڈوبنا سب کو لے ڈوبے گا۔ اپنے دشمن کو ہلکا لینے کی بیوقوفی کر رہے ہو۔"

"میں کسی کو ہلکا نہیں لے رہا۔ کیس پھر سے شروع ہو چکا ہے اور اب مجھے محتاط رہنا ہے، اس لئے اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھو تاکہ مزید اس طرح کے بلنڈرز نہ ہوں۔" اس نے تحکم سے کہہ کر کال کاٹ دی۔

یونہی بڑبڑاتے ہوئے وہ آگے بڑھنے لگا۔ سارا موڈ غارت ہو کر رہ گیا تھا۔ تبھی ذہن میں جیسے کوئی کوندا لپکا۔ آنکھوں کی پتلیاں سکڑ گئیں۔

اگر اس دفعہ اس نے کچھ نہیں کیا تھا تو پھر وار کس کا تھا؟ یعنی کوئی اور بھی ہے جس سے وہ انجان ہیں، انٹر سٹنگ۔ وہ تیزی سے موبائل نکالتا پلٹ گیا۔

ذہن اپنے تانے بانے بُننے میں مصروف تھا۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

بے رحم رات بالآخر دم توڑ رہی تھی۔ آسمان کے کنارے سفید ہو رہے تھے۔ کوریڈور میں وہی سرد سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ بے چینی سے جیسے راہداری کے چکر کاٹ رہا تھا۔ زمل کو ہوش آ گیا تھا لیکن ڈاکٹرز اپنے چیک اپ میں مشغول تھے۔

تبھی اس کا موبائل بجا۔ سست روی سے نکالتے ہوئے اسکرین کو دیکھی تو چہرہ ماند پڑا۔ چند پل وہ سانس روکے چمکتے نام کو دیکھے گیا پھر بھاری دل سے اٹینڈ کرتے ہوئے کان سے لگالیا۔

"السلام علیکم، بابا۔" آواز دھیمی سی تھی۔

"وعلیکم اسلام، کہاں ہو زیان؟" وہ جیسے عجلت میں پوچھ رہے تھے۔

"گھر پر ہوں، خیریت؟" کوئی پھانس سی دل میں اٹکنے لگی۔

"یہ تو اچھا ہوا۔" انہوں نے سکھ کی سانس لی۔ "زمل کو کال کر رہا تھا، وہ پک نہیں کر رہی تھی تو بس یونہی وہم سا ہونے لگا تھا۔ خیر، ٹھیک ہو تم دونوں؟"

زیان نے تکان سے بنچ پر بیٹھتے ہوئے سر دیوار سے ٹکا کر جلتی آنکھیں موند لیں۔

"اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی، سو رہی ہے...ڈونٹ وری۔"

"کیوں کیا ہوا ہے؟" وہ جیسے چونکے تھے۔ انداز میں عجب بے قراری سی امڈ آئی۔ دل کو جو کھٹک رہا تھا...وہ کہیں نہ کہیں حقیقت تھا۔

"موسم بدل رہا ہے شائد اسی لئے...آپ کیوں اتنا پریشان ہو رہے ہیں؟"

"قلب ٹھیک نہ ہو تو جسم بے جان ہو جاتا ہے۔وہ میرا قلب ہی تو ہے۔" وہ آہستگی سے خود کلامی والے انداز میں بڑبڑائے تھے۔

چند لمحے خاموشی سے بنا چاپ کے پگھل گئے۔

"بابا۔"

اس کی مدھم سی پکار پر وہ بے ساختہ چونکے تھے۔

"کیا ہوا ہے،زیان؟پریشان لگ رہے ہو بیٹا۔" وہ نرمی سے بولے۔

"جب روح تھکنے لگے تو دنیا بوجھ کیوں لگتی ہے؟سب چھوڑ کر کہیں گم ہو جانے کو دل کیوں چاہتا ہے؟" آنکھیں بند کئے،وہ دھیمے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

دوسری جانب اعظم نے گہری سانس لی۔

"کیونکہ اس روح کو حیوۃ الدنیا کے لئے بنایا ہی نہیں گیا۔جب یہ اس کا ٹھکانہ ہی نہیں،تو تھکنا بنتا ہے ناں۔یہ دنیا تو بس ایک راستہ ہے جس کے کانٹوں سے خود کو

بچا کر اپنی منزل حاصل کرنی ہے۔اب بنا تھکے، قدم خون آلود کئے بغیر تو کچھ نہیں ملتا۔"

"لیکن اگر منزل ہی کھو جائے تو پھر؟" ایک خاموش سا آنسو ٹوٹ کر کنپٹی پر بہتا گیا۔

"منزل وہیں رہتی ہے، بیٹا۔" وہ اداسی سے مسکرائے تھے۔"ہم کھو جاتے ہیں۔ہم واپس آ جائیں تو ہر چیز اپنی جگہ پر آنے لگتی ہے۔"

"مگر واپسی خراج مانگتی ہے...آسان نہیں ہوتی۔" وہ اپنی بات پر مصر تھا۔

"واپسی خراج کیوں مانگتی ہے، زیان؟" انہوں نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

وہ خاموش رہا۔

"یہ خراج قیمت ہوتی ہے۔ہم قیمت دے کر ثابت کرتے ہیں کہ ہم واقعی لوٹنا چاہتے ہیں۔ہم اپنے قول میں سچے ہیں۔مفت میں تو دنیا نہیں ملتی...آخری منزل کیسے بغیر کسی قیمت کے مل جائے گی؟"

www.novelsclubb.com

وہ پل کے لئے رُکے۔

"منزل پانا مشکل ہے مگر خود کو اس منزل کا اہل ثابت کر دو تو بھی کئی راستے آسان ہو جاتے ہیں۔ تمہیں صرف یہی کرنا ہے۔ تمہیں فقط خود کو 'ثابت' کرنا ہے۔"

زیان آزردگی سے مسکرایا۔اب جانا تھا کہ زمل نے لفظوں کی مہارت اور حلاوت کہاں سے لی تھی۔

"لوٹ آنا کٹھن ہے، زیان لیکن لوٹنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ دیر ہونے سے پہلے گھر لوٹ آنا۔" گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے انہوں نے کال کاٹ دی۔ یہی ان کا انداز تھا۔

وہ اپنی جگہ پر ساکت رہ گیا۔ دل ڈوب سا گیا۔ پچھتاوے کی تلخ حقیقت، وہ آج جان گیا تھا۔ بوجھل سا سانس خارج کرتے ہوئے آنکھیں مسلیں۔ سر میں اٹھتا درد شدید تر ہوتا جا رہا تھا۔

دروازہ کھلنے پر وہ بے اختیار اٹھا۔

"آپ مل سکتے ہیں، مسٹر ارتضی لیکن بی کیئر فل۔"

"وہ ٹھیک ہے؟" انداز کی بے چینی نمایاں تھی۔

"پہلے سے بہتر ہے۔امید ہے کہ کل شام تک ڈسچارج کر دیں گے۔"

زیان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے انہیں جاتے دیکھا پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ناب پر ہاتھ رکھے گہری سانس لی اور دروازہ آہستگی سے دھکیلا۔اندر وہی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا بیڈ تک آیا۔

سر تکیے پر گرائے، ویسی ہی زرد رنگت کے ساتھ اس کی آنکھیں بند تھیں۔کتھئی آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا۔

www.novelsclubb.com

"زمل۔" آہستگی سے پکارا۔

غنودگی میں ڈوبا ذہن جیسے یکدم اس پکار پر بیدار ہوا۔دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔منظر ہنوز دھندلا سا تھا۔اس نے پلکیں جھپکا کر واضح کرنا چاہا۔کسی احساس کے تحت نگاہیں ترچھی کیں۔

ایک تھکی تھکی سی مسکراہٹ زیان کے لبوں پر آ ٹھہری۔

"کیسی ہو؟" اس کا ہاتھ تھامے، وہ آہستگی سے پوچھ رہا تھا۔

زمل نے ایک نگاہ، اپنے ہاتھ پر ڈالی پھر اسے دیکھا جس کا چہرہ بے رنگ اور آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔ آہستگی سے سر ہلا دیا۔ کھوجتی نگاہوں سے اسی کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"کچھ چاہیے؟"

اس کے منفی جواب پر وہ کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔ ہاتھ ابھی تک کسی کل متاعِ حیات کی طرح تھام رکھا تھا۔ دونوں کے مابین خاموشی پھر دبیز ہو رہی تھی اتنی کہ زمل کو الجھن ہونے لگی۔ وہ کچھ کہہ کیوں نہیں رہا تھا؟

"میں ممی سے پوچھا کرتا تھا کہ انہیں سب سے زیادہ خوف کس چیز سے آتا ہے؟"

مدھم سی آواز نے سکوت توڑا تھا۔ زیان نے آہستگی سے سر اٹھا کر انہی روشن آنکھوں میں دیکھا۔

"وہ کہتی تھیں کہ زین کو کھونا ہمیشہ سے بدترین ہے۔" وہ آخر میں مسکرایا...دل سوز...زخمی... تلخ مسکراہٹ۔

زمل کا دل جیسے کٹ کر رہ گیا تھا۔ وہ اس ایک فقرے کے پیچھے چھپی اس کی بے بسی اور کرب جان گئی تھی۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ ٹھیک تھیں یا نہیں۔" وہ لمحے کے رُکا۔ "مگر کل رات میں نے جانا کہ زمل کو کھونا سب سے بدترین ہے۔"

زمل نے سانس روک کر کتھئی آنکھوں میں ٹھہری مبہم سی نمی دیکھی۔ دل کی دھڑکنوں میں تلاطم برپا ہو گیا تھا۔ ساری تکلیفیں معدوم ہونے لگیں۔

"مجھے لگتا تھا کہ پچھلے ڈھائی سالوں میں، میں نے سب کھو دیا تھا لیکن کل مجھے احساس ہوا کہ بہت کچھ میرے پاس اب بھی تھا۔ تم تھیں، زمل اور تمہارا احساس جو ہر خسارے پر بھاری ہوتا جا رہا ہے۔"

ایمبر آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔اس نے لب باہم پیوست کر لئے۔وہ یونہی نظریں ترچھی کئے،اسے دیکھے گئی جس کی گلابی پڑتی آنکھیں ہر تحریر عیاں کر رہی تھی...اس کا کرب دکھا رہی تھیں...اذیت کا عکس بن رہی تھیں۔

"تم میری زندگی کا مستقل حصہ ہو،زمل۔اذیت میں...طمانیت میں...خوف میں...امن میں...میں نے تمہیں ہمیشہ اپنے ساتھ پایا ہے۔تم نے مجھے اپنی عادت ڈال دی ہے،اب تم مجھے ایسے کیسے آزما سکتی ہو؟" ضبط سے بھاری ہوتی آواز میں اس نے جیسے شکوہ کیا۔

وہ اس کی برداشت آزما رہا تھا...اس کی اہمیت جتا کر رہا تھا...اس کی محبت کو معتبر کر رہا تھا۔زمل نے بدقت حلق میں اٹکے آنسو پیچھے دھکیلے۔اس نے صرف بیوی ہونے کا فرض ادا کیا تھا،بدلے میں کوئی توقع نہیں رکھی تھی مگر مقابل زیان ارتضی تھا۔وہ ہمیشہ اسے یونہی الجھا جاتا تھا،خاموش کرا دیتا تھا۔وہ اب بھی یہی کر رہا تھا۔

"زمل۔" اس کی مسلسل خاموشی سے تھک کر زیان نے پھر پکارا۔

"تم پریشان ہوئے؟" وہ بدقت کہہ پائی۔ حلق میں جلن ہوئی تھی یوں جیسے کوئی خراش سی تھی۔ آواز بھی قدرے بدلی ہوئی تھی۔

زیان نے زخمی انداز میں اسے دیکھا۔

"تم اپنی تکلیف کے بغیر بھی بات سمجھا سکتی تھیں۔" وہ گلہ آمیز انداز میں بولا۔

اوہ... وہ بے ساختہ چونکی۔ وہ تو ناراض تھی۔ بدقت لبوں پر مچلنے والی مسکراہٹ روکی۔ یونہی چمکتی آنکھوں سے اس کا مضطرب چہرہ دیکھا۔

"تم ایسے سمجھتے ہی نہیں۔"

زیان نے آنکھیں سکیڑ کر اس کا انداز جانچا۔ وہ ذرا آگے ہوا۔

"ابھی تک ناراض ہو؟"

"کیا نہیں ہونا چاہیے؟"

زیان نے بے اختیار ابرو چکائے پھر نگاہیں جھکا کر اپنے ہاتھ میں مقید اس کے ہاتھ کو دیکھا۔ نظریں ترچھی کیں۔

"واقعی؟" وہ جیسے تصدیق چاہ رہا تھا۔

"تم نے کہا تھا کہ میرا کوئی حق نہیں ہے۔" انداز میں خفگی تھی۔ آنکھوں میں ناراضی۔ انداز میں استحقاق۔

زیان کی آنکھوں میں چمک لہرائی۔ وہ یوں حق سے شکوہ کرتی، بے حد پیاری لگی تھی۔ ٹھوڑی تلے مٹھی رکھتے ہوئے اس نے سر کو خم دیا۔

"میں غصے میں تھا۔" وضاحت پیش کی گئی۔

"غصہ مجھ پر نکالو گے؟" پیشانی پر بل ڈالے استفسار۔

زیان سے مسکراہٹ چھپانا مشکل ہوتا جا رہا تھا مگر چہرے کے تاثرات سنجیدہ ہی تھے۔ البتہ دل کئی گھنٹوں بعد بالآخر پر سکون ہو رہا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ زمل اعظم کا احساس اس کے کئی بوجھ اتار دیتا تھا۔

"میں نے بدتمیزی تو نہیں کی۔" معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔

زمل کی پیشانی کے بل گہرے ہوئے۔

"محبت سے سر آنکھوں پر بٹھایا تھا؟"

وہ بے اختیار ہنس پڑا۔اس لڑکی کے طنز...

زمل کو اپنی مصنوعی خفگی جاری رکھنا مشکل لگنے لگا۔انابیہ کہتی تھی کہ اس کے مسکرانے پر ٹیکس لگتا تھا لیکن کون جانے کہ وہ یوں ہنستے ہوئے کتنا دلکش لگتا تھا۔خیر، یہ منظر بھی کبھی کبھی دیکھنے کو ملتا تھا۔اس نے خفگی سے ناک سکوڑی۔

خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے ہوئے زیان نے بمشکل مسکراہٹ دبائی اور پھر آہستگی سے آگے کو جھکا۔

"یو شیور کہ تم مجھ سے ناراض ہو؟"

زمل گڑبڑا گئی۔

"جاؤ یہاں سے۔میں واقعی ناراض ہوں۔"اس نے چہرے کا رُخ پھیر لیا۔

زیان نے ہلکا سا مسکرا کر آہستگی سے اس کا ہاتھ بیڈ پر رکھا اور کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑا ہوا۔زمل نے تیزی سے نظریں موڑیں۔مسکراہٹ گہری ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"آرام کرو۔گھر جا کر تمہاری ناراضگی دور کروں گا۔ابھی ڈاکٹر سے مل کر آتا ہوں۔"نرمی سے اس کے بال تھپکتے ہوئے وہ پلٹ گیا۔

زمل نے گردن موڑے اسے جاتے دیکھتی رہی پھر اداسی سے مسکرا دی۔

"مت ٹوٹ کر چاہو اسے آغازِ سفر میں
بچھڑے گا تو اِک اِک ادا تنگ کرے گی"

مسکراہٹ یکدم مدھم ہوئی۔آنکھوں میں سایہ سا لہرا گیا۔دل میں وہی سیاہی میں لپٹا احساس بے کراں ہونے لگا۔اگر پھول عام نہیں تھے تو کارڈ بھی نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں تھا۔لب کاٹتے ہوئے ذہن اپنی سوچوں میں الجھ رہا تھا۔

قسمت نے ورق پلٹاتے ہوئے تاسف سے گہری سانس لی۔جیون وار دینے کی کہانی ابھی شروع ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

بلائینڈز گرے، آفس روم میں وہی نیم اندھیر سا ماحول تھا۔ سیگریٹ کی بو پھیلتی جا رہی تھی۔ جھلسی جلد والا شخص پاور چیئر سے ٹیک لگائے، ہلکی سی آواز میں کچھ گنگنا رہا تھا۔ انگلیوں میں دبی سیگریٹ کا کنارہ سلگ رہا تھا۔ تبھی موبائل کی بیل نے ارتعاش پیدا کیا۔ اس نے گردن موڑ کر بدمزگی سے جلتی بجھتی اسکرین کو دیکھا پھر سبز نشان سوائپ کیا۔

"کہو۔"

"ملائکہ نے آفندی صاحب سے رابطہ کیا ہے۔"

"جانتا ہوں، آگے؟" وہ بیزاری سے بولا۔

"میں سمجھ نہیں پا رہا کہ آپ کو بیٹھے بٹھائے یہ کرنے کی کیا سوجھ گئی؟ اگر آفندی صاحب نے پتا کروانے کی کوشش کی تو؟"

"کوئی کچھ نہیں پتہ لگا سکے گا۔ مجھے کھیل کو تیز کرنا ہے، آگ مزید بھڑکانا چاہتا ہوں تاکہ اعتزاز کا دھیان کمپنی کے نقصان کی طرف نہ جا سکے۔"

دوسری جانب صیغم نے گہری سانس لی۔

"اور جو کروڑوں کا نقصان ہو چکا ہے؟"

"وہ میری وجہ سے نہیں ہوا لیکن میرے حق میں اچھا ہو گیا ہے کیونکہ ایسے اس کا دھیان اس نقصان کی طرف نہیں جائے گا جس کا موجب میں ہوں۔" وہ ڈھٹائی سے مسکرایا۔

دوسری جانب صیغم نے گہری سانس لی۔

"تمہاری کزن کیسی ہے؟" سیگریٹ ایش ٹرے میں جھٹکتے ہوئے پوچھا۔

"ٹھیک ہے اب۔" اس نے خفیف سا سر جھٹکا۔

"گلٹ محسوس ہو رہا ہے؟"

صیغم نے بیزاری سے سر جھٹکا۔

"میرے کوئی احساسات اس کے ساتھ نہیں جڑے جو مجھے گلٹ میں مبتلا کریں گے۔ میں بس اپنا کام کر رہا ہوں۔" وہ تلخی سے بولا۔

www.novelsclubb.com

"ہوں، نائس۔" اس نے جیسے دلچسپی سے سر کو خم دیا۔ "خیر، فی الحال اعتزاز اور ارتضی دونوں پر نظر رکھتے رہو۔ کھیل جلد ہی نیا موڑ لینے والا ہے۔"

☆☆☆☆☆☆

بیڈ روم میں خاموشی چھائی ہوئی تھی فقط گھڑی کی چلتی سوئیوں کی ٹِک ٹِک تھی جو ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ کھڑکیوں کے پردے گرے ہوئے تھے۔ زرد بتیاں روشن تھیں۔

وہ کمبل گردن تک ڈالے، آنکھوں پر بازو رکھے دراز تھی جب ہلکی سی دستک کے بعد دروازہ دھکیلا گیا اور پھر کڑوی سی مہک پھیلتی چلی گئی۔ زمل نے چونک کر آنکھوں سے بازو ہٹایا اور نظریں ترچھی کر کے دیکھا۔

زیان نے لب بھینچے ٹرے سائیڈ پر رکھی اور ساتھ رکھے جگ سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگا۔ ماتھے پر بل پڑے تھے۔

زمل نے حیران نگاہوں سے پرچ میں رکھی چھوٹی سی شیشے کی پیالی کو دیکھا جس میں بھورے کڑوے گہوے سے بھاپ اٹھ رہی تھی اور پھر دوسری نظر اپنے شوہر پر ڈالی جس کے تاثرات بگڑے ہوئے تھے۔

"یہ تم میرے بنا کر لائے ہو؟" وہ خوشگوار حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

زیان نے خفگی سے اسے دیکھا۔

"میں نے سوچا کہ شائد اس سے مادام اپنی ناراضگی ختم کر دیں۔"

زمل نے لب دانتوں سے دبا کر مسکراہٹ روکی اور پھر آہستگی سے اٹھ بیٹھی۔

دونوں ہاتھوں سے بال سمیٹتے ہوئے پیالی اٹھالی۔

www.novelsclubb.com

گھڑی اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے زیان نے جانچتی نگاہوں سے اس کا عکس دیکھا جو چہرہ جھکائے کڑوی مہک اندر اتار رہی تھی۔

"نہیں پسند آئی؟" وہ پلٹ کر اس تک آیا۔

زمل نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔وہ عرصے بعد فریش لگ رہا تھا۔اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"کیا مجھے کچھ فلمی سا کہنا ہے؟"

"اونہوں۔کچھ ناولسٹک سا۔"

زمل نے حیرت سے اسے دیکھا پھر ہنس پڑی۔وہ گھٹنا موڑے،بیڈ کے کنارے بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔لبوں پر زندہ دل سی مسکراہٹ تھی جو کبھی کبھی ہی در آتی تھی۔

"یعنی اگر اچھی نہیں ہے تو بھی میں یہ کہوں کہ تمہارے ہاتھوں کی وجہ سے اس میں ذائقہ گھل گیا ہے؟"وہ ابھی تک ہنس رہی تھی۔

"کہنا تو چاہیے۔تم لڑکیوں کے ناول پڑھنے کا کچھ تو فائدہ ہو۔"

"ناولز میں اکثر یہ ہیرو صاحب فرماتے ہیں۔"اس نے آنکھوں میں آئی نمی رگڑتے ہوئے کہا۔

"تم دستور بدل دو۔" اس کے پاس ہر جواب تھا۔

زمل نے مسکرا کر پیالی لبوں سے لگاتے ہوئے گھونٹ بھرا۔ آنکھوں میں خوشگواریت سی لہرائی۔

"تم نے پہلی دفعہ بنائی ہے؟"

موبائل آف کر کے بیڈ پر رکھتے ہوئے زیان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر ہلکے سے کندھے اچکائے۔

"بابا کے ساتھ ایک بار بنائی تھی۔" یاد کرتے ہوئے بھی آنکھوں میں کڑواہٹ گھل گئی۔

www.novelsclubb.com

اس کے یہ تاثرات... زمل کو ہمیشہ کی طرح دل میں گدگدی سی ہونے لگی۔ کراؤن سے ٹیک لگاتے ہوئے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"سو مسز ارتضی، آپ کی ناراضگی ابھی تک قائم ہے؟" چند لمحے اسے دیکھنے بعد وہ مسکرا کر بولا۔

"بالکل۔"اس نے گردن کڑائی۔

"ہوں،اتنی لمبی ناراضگی رکھنے والی تم ہو تو نہیں۔"وہ وہیں، سر تلے دونوں ہاتھ رکھے دراز ہو گیا۔جو گرزمین کو چھو رہے تھے۔وہ جیسے جانچنے والے انداز میں کہہ رہا تھا

زمل نے بوکھلا کر پاؤں سمیٹے اور پھر تپ کر اسے دیکھا جو ذرا سی گردن موڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اتنی جلدی معاف کر دوں؟تم نے بلاوجہ مجھے ڈانٹا تھا۔"وہ خفگی سے بولی۔

"بلاوجہ؟"زیان نے ابرو چکائے۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہیں صرف ایک غلطی سے روک رہی تھی۔کیا غلط تھا اس میں؟"

زیان نے گہری سانس لے کر نظریں سیدھی کر لیں یوں کہ کتھئی آنکھوں میں زرد سیلنگ لائیٹس کا عکس جگمگانے لگا۔چند پل خاموشی چھائی رہی۔

"آئی ایم سوری۔"اس نے دھیرے سے، بنا بحث کئے معذرت کر لی۔

زمل کچھ کہتے کہتے رُکی۔الفاظ لبوں میں ہی دم توڑ گئے۔وہ کیوں اتنا پیچیدہ تھا؟

"تمہیں ہرٹ کرنے کے لئے بھی معذرت۔"وہ یونہی نظریں اٹھائے کہہ رہا تھا۔ اب کہ آنکھیں خالی لگتی تھیں۔

نجانے کیوں مگر زمل کا دل دکھا تھا۔وہ کیسے اسے سب سے باہر نکالے؟وہ لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھے گئی۔زیان نے ذرا سی گردن ترچھی کر کے اسے دیکھا۔

"تم مجھ پر ہر حق رکھتی ہو۔میرا ایسا کوئی مطلب نہیں تھا جیسے تم نے اخذ کیا۔میں بس..."

"وہ تمہارا ٹریگر ہے۔"زمل نے نرمی سے اس کی بات کاٹی۔"میں بس اتنا چاہتی تھی کہ تم کوئی ایسی غلطی نہ کرو جو تمہیں پچھتانے پر مجبور کر دے لیکن ماضی کا یہ سیاہ حصہ تمہیں ٹریگر کرتا ہے،میں سمجھ سکتی ہوں۔"

زیان نے تھک کر آنکھیں بند کر کے کھولیں۔وہ کیوں معاملات اتنے آسان بنا دیتی تھی؟وہ اسے آسانی کا عادی بنا رہی تھی جس کا ہر لمحہ کٹھن گزرتا تھا۔

"کسی اور بات پر پریشان ہو؟" چند پلوں کی خاموشی کے بعد زمل نے آہستگی سے پوچھا۔

دل میں ٹیس سی اٹھی۔اس نے نظریں چرالیں۔یہ زیادہ آسان تھا۔وہی بوجھل سی خاموشی چھائی رہی۔وہ خود پر سوالیہ نظروں کا ارتکاز محسوس کر سکتا تھا۔اس نے بے اختیار گہری سانس لی۔

"تم نے کہا تھا کہ میں اس رشتے کے بارے میں متذبذب تھا۔میں کنفیوز نہیں تھا۔" آنکھوں میں جھلملاتی زرد روشنیاں یکدم ہی تمازت کھونے لگیں۔"میں خوفزدہ تھا۔"

زمل کے ابرو ناسمجھی سے اکھٹے ہوئے۔

"میں اپنی زندگی کے بارے میں جانتا ہوں۔اب تم بھی جان گئی ہو کہ میں کیسے لوگوں سے مدمقابل ہوں۔پچھلے سالوں میں، میں اس فکر سے آزاد تھا۔مجھے صرف اپنا کام کرنا تھا لیکن اب..." وہ لمحے کے لئے رکا۔"مجھے ہر لمحہ تمہارے بارے میں خوف رہتا ہے، تمہاری حفاظت، تمہاری سیکیورٹی۔"

زمل کو جیسے سارا مدعا سمجھ آنے لگا۔آنکھوں میں تاسف سا ابھرا۔وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

"تمام فکر اور پریشانی کے باجود میں تمہاری حفاظت نہیں کر سکا۔" وہ دھیرے سے شکست خوردہ انداز میں بڑبڑایا۔

"یہ تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے،زیان۔" وہ بے اختیار بولی تھی۔کچھ تھا جو دل میں چبھنے لگا۔

"یہ میری ذمہ داری ہے،زمل۔" انداز تکان زدہ تھا۔

"نہیں۔تمہاری جو ذمہ داری ہے،وہ تم نے نبھائی ہے۔تم نے اپنی کوشش کی ہے لیکن نصیب سے تم نہیں لڑ سکتے۔مجھے اپنے حصے کی تکلیف اٹھانی ہے،اس میں تمہارا قصور نہیں ہے۔" وہ جیسے اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

"ممی بھی یہی کہتی تھیں۔" وہ تلخی سے بولا۔"کیا یہ ضروری ہے کہ ہر تکلیف کی وجہ میں ہی بنوں؟"

زمل نے گہری سانس لی۔

"ہر تکلیف کی وجہ تم نہیں بنتے۔ ہر راستہ تم تک آتا ہے۔"

کچھ تھا اس کے انداز میں کہ زیان نے گردن موڑ کر دیکھا۔ وہ سر جھکائے، انگلی سے لکیریں کھینچ رہی تھی۔ ڈھیلے جوڑے سے نکلتی لٹیں آگے کو جھول رہی تھیں۔

"تم یہ دیکھتے ہو کہ آنٹی کی ہر تکلیف تم سے جڑی ہے۔ تم یہ بھول جاتے ہو کہ ان کی ہر تکلیف تم سے کیوں جڑی ہے؟" وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ٹھہرے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔ "کیونکہ تم اپنی ماں کی زندگی کا سب سے اہم کردار ہو۔"

www.novelsclubb.com

دل میں گڑی انی سے یکدم ہی خون رسنے لگا۔ تکلیف رگ و پے میں سرایت کرنے لگی۔

"انسان اسی سے آزمایا جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ جس کے بارے میں لگتا ہے کہ اس کے بغیر نہیں رہا جا سکتا ہے، وہی پھر آزمائش بن جاتا ہے۔ یہی تمہارا

معاملہ ہے۔تم سب سے زیادہ محبت اپنی ماں سے کرتے ہو اور انہی کے حوالے سے آزمائے جا رہے ہو۔"

ویرانی اب انگ انگ میں اترنے لگی۔کتھئی آنکھوں میں کچھ راکھ ہو کر فنا ہوا تھا۔

"ہر تکلیف آزمائش نہیں ہوتی، زمل۔" وہ دھیرے سے بولا۔

"گناہوں کی سزا بھی ہوتی ہے۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔"اچھا ہے نا، گناہوں کے بوجھ کم ہو جاتے ہیں۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"تم اتنی پازیٹو کیسے رہ لیتی ہو؟" وہ بس یہی پوچھ سکا۔

"جب تم اتنے نیگٹو ہو گے تو مجھے پازیٹو ہونا پڑے گا۔" اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔"opposites attract, you know۔"

وہ بے اختیار مسکرایا اور پھر کہنی کے بل ذرا سا اوپر ہوا۔

"تم نے کہا کہ انسان اس سے آزمایا جاتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے، رائیٹ؟"

زمل نے وثوق سے اثبات میں سر ہلایا۔

"کیا یہ میں تمہارا معاملہ بھی سمجھوں؟"

زمل نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔وہ مسکراہٹ دبائے، سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ گڑبڑا کر پیچھے ہوئی۔بات سمجھ آنے پر گال گلابی پڑنے لگے۔

"میں تمہاری حفاظت کے بارے میں فکر مند تھا، چچ۔"اس نے سر جھٹکا۔"مجھے کیا پتہ تھا کہ خود کو اپنی بیوی کی محبت کے اثرات سے بھی محفوظ رکھنا تھا۔"

وہ اتنی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا کہ زمل کو بوکھلاہٹ ہونے لگی۔دل یکدم ہی کانوں میں دھڑک رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یعنی اگر مستقبل قریب میں میرے ساتھ کچھ ہوتا ہے تو وہ تمہاری محبت کی وجہ سے ہوگا؟"وہ واقعی جاننا چاہ رہا تھا۔

زمل نے بے یقینی سے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔وہ بات کو کہاں سے کہاں لے کر جا رہا تھا؟

"زیان، میں تمہیں..."

"کیا محبت واقعی اتنی خطرناک ہوتی ہے؟"

زمل نے روہانسی ہو کر کشن اٹھا کر اس کے سر پر دے مارا جسے ایک ہاتھ سے روکتے ہوئے وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"بات مت کرنا مجھ سے اب۔" چہرہ سرخ پڑ رہا تھا۔

زیان نے کشن سر کے نیچے رکھتے ہوئے وہ مسکرا کر اسے دیکھا۔

"میں بس اپنی حفاظت کی تدابیر چاہ رہا تھا۔" اس کا انداز مصالحتی انداز تھا۔

"کتنی خوش فہمی ہے تمہیں؟" وہ ابرو سکیڑ کر طنزیہ انداز میں بولی۔

"کہہ دو کہ غلط فہمی ہے۔ مان جاؤں گا۔" کتھئی آنکھوں کی کشش نے اعتماد کے ساتھ، سنہری چمک کو لرزایا تھا۔

پلکوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔دل پھر اپنی دھڑکنوں سے باغی ہونے لگا۔اس نے لب دانتوں سے دبا کر مسکراہٹ روکی مگر آنکھوں کی چمک ہر جذبہ بیان کر رہی تھی۔

"جو مرضی سمجھو۔" بے نیازی سے شانے اچکا دیئے۔

زیان کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔لفظوں کی بازی گر نے تردید نہیں کی تھی۔

"اب تم آرام کرو، میں عارب کی طرف جا رہا ہوں۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔

زمل کی آنکھوں کی چمک ماند پڑی۔اس نے بے اختیار لب کاٹا۔وہ اسے دیکھتی رہی جو جھک کر جوگر کے تسمے باندھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا میں تم سے کچھ مانگوں گی تو تم دو گے؟"

گرہ لگاتی انگلیاں لمحے کے لئے تھم گئیں پھر وہ سر جھٹک کر سیدھا ہوا۔کہے قبل ہی وہ مدعا جان گیا تھا۔

"اگر تم مجھے دوسرا راستہ بتا دو گی تو میں ضرور پیچھے ہٹ جاؤں گا۔" وہ قطعیت سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔انداز سنجیدہ اور بے لچک تھا۔

زمل نے آنکھیں بند کر کے کھولیں۔بے بسی سے لب کاٹا۔خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔

بال برش کر کے وہ اس کی طرف پلٹا اور اسے سوچوں میں گم دیکھ کر مسکرایا۔

"بے فکر ہو کر آرام کرو۔کچھ دنوں تک یہ کیس ختم ہو جائے گا پھر تمہاری تسلی ہو جائے گی،اوکے؟"

وہ پھیکا سا مسکرائی اور سر ہلا دیا۔پُر اعتماد کاذب کے کذب پر یقین کر لیا۔

یہی اس کی سب سے بڑی غلطی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

گرے دیواروں والے اپارٹمنٹ میں وہی ازلی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ کھڑکیوں کے پار رات گہری ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ پانچوں گول میز کے آگے کئی کاغذ بکھیرے بیٹھے تھے۔ لیپ ٹاپس روشن تھے۔

"جو ہم نے کیچ کیا ہے... شائد یہی ہے جو تم چاہتے تھے۔" باسل نے لیپ ٹاپ کا رخ زیان کی طرف موڑا۔ اس نے فائل سے نگاہیں اٹھائیں اور آگے ہو کر دیکھا۔

آٹھ سیکنڈ کا کلپ بار بار چل رہا تھا۔

اس کے لب بھینچ گئے۔ تاثرات یکدم ہی سپاٹ ہو گئے۔ عارب نے ستائش سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"یعنی تم درست تھے۔"

"پچھلے ڈھائی سالوں سے۔" وہ اسکرین کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

"اب کیا کرنا ہے؟" انابیہ نے باری باری ان سب کے چہرے دیکھے۔

"ایک ماہ کے بریک کے بعد کیس کو دوبارہ شروع کرنا آسان نہیں ہوگا، رائیٹ؟" مائعزم نے کہتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے عارب کو دیکھا جس نے سر اثبات میں ہلا کر تائید کی۔

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" باسل نے لیپ ٹاپ اپنی طرف کرتے ہوئے زیان کو دیکھا۔

اس نے گہری سانس لی اور سر اٹھایا۔

"کیا تم لوگوں کا انوالو ہونا ضروری ہے؟"

عارب نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔

www.novelsclubb.com

"اب یہاں ایموشنل ڈائیلاگ بازی مت شروع کر دینا، بھائی۔"

"ایموشنل اور یہ؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" انابیہ بے اختیار ہنسی۔

"ہو گیا؟" زیان نے تحمل سے ان دونوں کو دیکھا۔

"جب باسل یہ کیس تمہارے ساتھ حل کر سکتا ہے تو ہم تینوں کیوں انوالو نہیں ہو سکتے؟" عارب نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔ باسل نے ابرو چکا کر اسے دیکھا۔

"باسل اس سب سے جڑا ہے۔"

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم تمہارا ساتھ دے رہے ہیں۔ دیٹس اٹ۔" وی اس کی بات کاٹ کر حتمی لہجے میں بولا۔

"تم ایسا کیوں چاہتے ہو کہ ہم ساتھ نہ دیں؟" مائعزم نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"اس کیس کو شروع ہوئے تین ماہ ہوئے ہیں اور وہ دو بار ہمیں نشانہ بنا چکے ہیں۔ مجھے صرف اپنے کام پر فوکس کرنا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ اگر تم لوگوں کے ساتھ کچھ ہو تو سارا الزام میرے سر دھر دیا جائے۔"

"یعنی تمہیں صرف الزام کی فکر ہے۔ ہمارے ساتھ کچھ ہو گا، اس کی کوئی پروا نہیں ہے؟" انابیہ نے برا مان کر اسے دیکھا۔

"آف کورس نہیں۔" عارب نے سکون سے کندھے اچکائے۔

"میں نے یہ کب کہا ہے؟" وہ زچ ہونے لگا تھا۔

"بس کر دو تم لوگ۔" باسل نے سنجیدگی سے انہیں ٹوکا پھر زیان کو دیکھا۔ "یہ بچے نہیں ہیں جو اپنی حفاظت نہیں کر سکتے۔ جتنے زیادہ لوگ ہوں گے، اتنا ہی اچھا ہے۔ آفٹر آل لیڈ تو تمہیں ہی کرنا ہے۔"

"دوبارہ یہ بات مت کہنا۔ اب کام کی بات پر آؤ۔ تم کب جاؤ گے؟" مائعزم نے دو ٹوک انداز میں پوچھا۔

زیان نے گہری سانس لے کر انہیں دیکھا۔

کئی پہر گزر جانے کے بعد سورج طلوع ہو رہا تھا۔ شہر اپنے معمول میں مصروف ہونے لگا تھا۔ ایسے میں آفندی ہائیٹس کے کانفرنس ہال میں تناؤ کی فضا تھی۔ طویل میز کے گرد بیٹھے سامعین کی نگاہیں سی ای او پر جمی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"تین دن پہلے میں نے ڈیل فائنل کی...پرسوں ڈنر تھا اور آج تم لوگ مجھے بتا رہے ہو کہ ڈیل کینسل کی جا چکی ہے۔" اعتزاز آفندی اپنے مخصوص برف انداز میں پوچھ رہا تھا۔ دونوں ہاتھ کرسی پر رکھے، وہ جیسے ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔

"جس کمپنی کے مال کی پیمنٹ میں نے کی تھی...وہی مال سائٹ پر ڈلیور کیوں نہیں ہوا؟" اس کی آواز بلند ہوئی۔

"سر آپ نے جو فائل سائن کی تھی، اسی کے مطابق ڈلیوری ہوئی ہے۔" دائیں جانب عینک لگائے، اطہر صاحب ہمت مجتمع کرتے ہوئے بولے تھے۔

"اوہ پلیز۔" اعتزاز نے نخوت سے سر جھٹکا۔ "ایسے دو نمبر مال کو میں اپروو نہیں کرتا، سائن کرنا تو دور کی بات ہے۔ اسی گھٹیا اسٹینڈرڈ کی وجہ سے وہ لوگ ڈیل کینسل کر چکے ہیں۔ مجھے جواب چاہیے۔"

بائیں جانب تیسری کرسی پر، کہنی ہتھ پر ٹکائے زیان ارتضی انگلیوں میں قلم گھماتے ہوئے بے تاثر نگاہوں سے سب دیکھ رہا تھا۔ کتھئی آنکھیں سپاٹ تھیں۔

"سر ہم خسارے پر قابو پانے کی کوشش کریں گے۔"

اعتزاز نے ایک قہر آلود نگاہ، کہنے والے ایمپلائی پر ڈالی اور پھر مٹھی ٹیبل پر رکھے، ہلکا سا جھکا۔

"وہ تو تم لوگ کرو گے۔ تین دن... تین دنوں کے اندر اندر ارتضی انٹرپرائزز سے ڈیل حاصل کرنے کی کوشش کرو۔" رک کر ایک کاٹ دار نگاہ زیان کو دیکھا۔ "راتوں رات ہونے والے کروڑوں نقصان کی بھرپائی تم لوگ ہی کرو گے۔"

زیان اب بھی بے تاثر تھا یوں جیسے ارتضی انٹرپرائزز سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ باقی ایمپلائیز حیرانی چھپاتے ہوئے اپنی چیزیں سمیٹ کر اٹھنے لگے۔ وہ میز پر رکھے خاکی لفافے پر انگلیاں بجاتے ہوئے وہیں بیٹھا رہا۔

ہال خالی ہو جانے پر اعتزاز نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے اسے دیکھا پھر کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ زیان نے سر کو خم دیا۔

"جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کیوں روکا ہے؟"اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔

زیان ٹیک چھوڑ کر، دونوں ہاتھ باہم ملائے ذرا سا آگے ہوا۔

"آپ مجھ سے جاننا چاہتے ہیں کہ پرسوں میں کمپنی ڈنر چھوڑ کر کہاں گیا تھا؟"انداز پرسکون تھا...آہ، وہ واقعی اپنے ٹھنڈے انداز سے آگ لگانا جانتا تھا۔

"درست، جبکہ پروجیکٹ مینجر کو وہاں ہونا چاہیے تھا۔"اعتزاز یونہی اندر تک اترتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔"تمہیں upcoming پروجیکٹ کی پریزنٹیشن دینی تھی۔ایسا کون سا کام تھا کہ تم نے انفارم کرنا بھی گوارا نہ کیا؟"

زیان چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔کتھئی آنکھوں میں اتنی گہرائی تھی کہ اعتزاز کوئی تاثر نہ پہچان پایا۔

"It was personal۔"کندھے اچکا دیئے۔

اعتزاز کے لب بھینچ گئے۔آنکھوں میں برہمی کی لہر اٹھی۔

www.novelsclubb.com

"اس نقصان کے ایک تہائی حصے کی وجہ تمہارا نان پروفیشنل رویہ ہے۔ تم اسے جسٹفائی نہیں کر سکتے۔" وہ ضبط سے بولا۔

"جسٹفائی؟" زیان نے ابرو چکائی۔ "کیا میں نے کوئی حجت پیش کی، سر؟"

وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے، پوچھ رہا تھا۔ اعتزاز چند لمحے لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔

"ارتضی انٹرپرائزز کی ڈیل ضروری ہے اور اسی سے تمہاری وفاداری ثابت ہو جائے گی کیونکہ..." اس نے پیچھے کو ٹیک لگائی۔ "یہ ڈیل فئیر نہیں ہو گی۔"

ایک تلخ مسکراہٹ زیان کے لبوں کا احاطہ کر گئی۔ وہ ذرا سا آگے ہوا۔

"جب میں اس کمپنی کا حصہ ہی نہیں رہوں گا تو مجھے کہیں اپنی وفاداری ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ کرسی دھکیل کر اٹھا تھا۔

اعتزاز نے اچھنبے سے ابرو چکائی۔

www.novelsclubb.com

"My resignation letter, Mr Affandi۔"اس نے خاکی لفافہ آگے کو کھسکایا۔سپاٹ آنکھیں اب بھی ہر تاثر سے عاری تھیں۔

اعتزاز آفندی لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکا پھر سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہ..."

"میرا موقف جانے بغیر آپ نے بورڈ کو میرے 'Non professional behaviour' کا نوٹس جاری کیا تھا جبکہ مجھے اپنا اسٹینڈ واضح کرنے کا حق تھا۔میرے پاس ڈنر چھوڑنے کی مضبوط وجہ تھی لیکن آپ کے نوٹس نے میری پوزیشن مشکوک بنا کر میرے کیریئر پر دھبہ لگا دیا ہے۔کیا مجھے بتانے کی ضرورت ہے کہ نان پروفیشنل رویہ کس کا ہے؟"انداز ٹھنڈا،لہجہ سرد اور آواز کاٹ دار تھی۔

کیا تم نے کچھ محسوس کیا؟سائرہ خالد کا بیٹا اپنی تمام تر نرمی اور حلاوت دھیرے دھیرے کھو رہا تھا۔

اعتزاز نے گہری سانس لے کر اُسے دیکھا۔

"اتنی سی بات پر تم ریزائن نہیں کر سکتے۔ ہم اس پر بات کر سکتے ہیں۔"

"اتنی سی بات۔" زیان نے استہزائیہ انداز میں اسے دیکھا اور پھر ٹیبل پر ہاتھ رکھے ذرا سا جھکا۔ "مسٹر آفندی، میں اپنی ویلیوز پر سمجھوتہ نہیں کرتا۔ مجھے ڈبل کراس کرنے والوں سے نفرت ہے۔"

چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ سیدھا ہوا۔ وہی بر فیلی مگر کاٹ دار نگاہ اس پر ڈال کر وہ جانے کے لئے پلٹ گیا۔

اعتزاز پر سوچ انداز میں اسے جاتے دیکھتا رہا۔ دروازہ بند ہوتے ہی اس نے گہری سانس لی اور موبائل اٹھایا۔ ماتھے پر بل ڈالے وہ نمبر ملا رہا تھا۔

"پچھلے سات دنوں کی سرگرمیاں چیک کرو۔ کوئی ویک پوائنٹ ملے تو مجھے خبر کرو۔"

رک کر دوسری جانب سنا پھر گلاسز سے جھلکتی آنکھوں میں تپش لہرائی۔

"ارتضی نے جاب چھوڑ دی ہے۔"

اب وہ دھیمی آواز میں مقابل کو کچھ سمجھا رہا تھا۔

مہرے اپنے ہئیت بدلنے لگے تھے۔

☆☆☆☆☆☆

صبح باسی ہو کر دوپہر میں ڈھلنے لگی تھی۔لاؤنج میں مخصوص خاموشی چھائی ہوئی تھی۔وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے،اسکرین کی طرف متوجہ تھی۔بال کیچر میں باندھے،وہ اب بہتر لگ رہی تھی۔آنکھوں میں دلچسپی تھی۔

دفعتاً راہداری سے قدموں کی آہٹ گونجی۔اس نے بے ساختہ چونک کر سر اٹھایا۔اس وقت کون...اگلے ہی لمحے تنے تاثرات ڈھیلے پڑے تھے۔وہ لیپ ٹاپ سائیڈ پر رکھتی اٹھی۔آنکھوں میں پریشانی امڈ آئی۔

"تم اتنی جلدی،خیریت...طبیعت ٹھیک ہے؟"

ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے زیان وہیں صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھا۔دو انگلیوں سے آنکھیں مسلتے ہوئے اس نے زمل کو دیکھا پھر سر کشن پر گراتے ہوئے پاؤں لمبے کر لئے۔

"ہوں، تم کیسی ہو؟"

زمل ابرو بھینچ کر پنجوں کے بل ٹیبل کے آگے بیٹھی اور لیپ ٹاپ کھسکا کر شٹ ڈاؤن کرنے لگی۔

"میں نے بھی کچھ پوچھا تھا۔" خفگی سے جتایا۔

"پہلے میرے سوال کا جواب۔"

www.novelsclubb.com

زمل نے تعجب سے اسے دیکھا۔اس کا انداز بدلا ہوا لگ رہا تھا۔کچھ کھٹک گیا۔

"ٹھیک ہوں، آنٹی کی طرف جانے کا سوچ رہی تھی۔" سرسری سا کہہ کر لڈ گراتے ہوئے اٹھی۔

زیان ویسے دو انگلیاں سے کنپٹی مسلتا رہا۔نگاہیں سیلنگ ڈیزائن پر جمی تھی۔

"زیان، تم مجھے اب پریشان کر رہے ہو۔سب ٹھیک ہے؟"اس کی برداشت کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔

"میں نے ریزائن کر دیا ہے۔"اس نے نگاہیں پھیر کر اسے دیکھا۔

زمل کے تنے کندھے ڈھیلے پڑے۔وہ گہری سانس لے کر مقابل صوفے پر بیٹھی۔

"کیوں؟"اس نے آہستگی سے پوچھا۔

زیان نے کندھے اچکا دیئے گویا وجہ اہم نہیں تھی۔زمل چند پل اسے دیکھتی رہی۔

"تم ایسے نہیں تھے۔تم بدل رہے ہو۔"

زیان نے چونک کر اسے دیکھا۔

"جنگ کے بعد کوئی پہلے جیسا رہتا بھی نہیں ہے،زمل۔عام سی بات ہے۔"وہ جیسے مسکرایا تھا۔کتھئی آنکھیں اب پر سکون لگتی تھیں۔

"تم یہ سب چھوڑ نہیں سکتے؟"وہ بے بس ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

زیان نے نگاہیں اس کے چہرے سے ہٹالیں۔وہ اسی کمزور لمحے کو نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔

"جنگیں صرف بربادی لاتی ہیں۔"اس نے جیسے ایک اور سعی کی۔

"یہ انتقام میرے لئے سانس لینے جتنا ضروری ہے،زمل۔"چند لمحوں بعد وہ آہستگی سے بولا تھا۔

لب کاٹتے ہوئے اس کا دل ڈوب سا گیا۔خاردار خیال مزید راسخ ہونے لگا۔

"انتقام خوشی نہیں دیتا۔"

"سکون ضرور دیتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔اس کے انداز کا اطمینان ایک پل کے لئے دل لرزا گیا۔چند لمحے بوجھل سی بھاری خاموشی چھائی رہی پھر وہ سر جھٹکتی اٹھی۔

"فریش ہو جاؤ،کھانا لگادوں۔"

"نہیں۔"وہ اٹھ بیٹھا۔"بھوک نہیں ہے،میں بس سوؤں گا اب۔"

زمل نے گردن موڑ کر اسے جاتے دیکھا۔ گہری سانس لے کر گردن کی پشت مسلی۔ اندر کلفت بھرتی جا رہی تھی۔ کچھ سوچ کر وہ تکان سے مسکرا دی۔ وہ جیسے جانتی تھی کہ اس بوجھل پن کو کیسے دور کرنا ہے۔ کیچر کھول کر بالوں کو ہاتھوں سے سمیٹتے ہوئے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

یہ کھیل اسے کیسے آزمانے والا تھا... یہ اس کی سوچ کی آخری حدوں میں بھی نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆

بیلوں سے ڈھکے بنگلے میں سکون بھری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سائرہ نے جائے نماز تہہ لگا کر ٹیبل پر رکھتے ہوئے زمل کو دیکھا جو کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ ان کے لبوں پر آسودہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ ہر شام ان کے ساتھ گزارتے ہوئے اپنے انداز میں تلافی کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ ہر گزرے دن کے ساتھ وہ ان کے دل کے قریب ہوتی جا رہی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟" وہ محبت سے پوچھتے ہوئے سامنے بیٹھیں۔

زمل ہلکا سا مسکرائی اور سر ہلا دیا۔اپنی طبیعت خرابی کی تفصیل میں وہ نہیں گئی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو؟"

زمل بے اختیار چونکی۔سائرہ مقابل صوفے پر بیٹھی بغور اسے دیکھ رہی تھیں۔وہ آہستگی سے سیدھی ہوئی۔

"ایک الجھن ہے۔"

"کیا؟"انہوں نے ابرو چکائی۔

زمل چند لمحے خاموشی سے مناسب الفاظ تلاش کرتی رہی جو اس کے احساسات کو بیان کر سکیں۔

"مجھے اکثر عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔سارے کام نپٹا کر جب فارغ ہوں تو اس لمحے احساس ہوتا ہے جیسے دل خالی ہے۔مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں کچھ پیچھے چھوڑ رہی ہوں۔سب ہونے کے باوجود بھی محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کچھ مس ہے،کچھ ادھورا سا۔آپ میری بات سمجھ رہی ہیں؟"اس نے آخر میں تذبذب سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

سائرہ ہلکا سا مسکرائیں اور سر کو خم دیا۔

زمل نے گہری سانس لی۔

"سارے خانوں میں سبز ٹک لگ رہے ہیں۔بظاہر زندگی پر سکون ہے، سب کچھ ہے۔دنیا بھی اور عبادات بھی پھر یہ بے سکونی کیوں ہے؟"

زیان ارتضی کی ماں بہت دل سے مسکرائیں۔آنکھوں میں چمک ابھری۔

"تم نمازوں کی پابندی کرتی ہو، رائٹ؟"

زمل ہلکا سا چونکی لیکن پھر بنا کچھ کہے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یہ ذہنی مسئلہ نہیں ہے۔یہ دل کا مسئلہ ہے۔وہ قلب جو بصارت سے جڑا ہے۔"

"مطلب؟" وہ الجھ گئی۔

"ہم اپنی آنکھوں کے ذریعے جو بھی اندر انڈیلتے ہیں، وہ ہمارے دل کو متاثر کرتا ہے۔نور دل کو روشن کرے گا اور ممنوع چیزیں دیکھنے کی سیاہی دل کو اندھیر کرے گی، ایسا ہی ہے نا؟"

زمل نے سمجھ کر سر ہلایا۔

"نماز کیا ہے، زمل؟" انہوں نے سوال بدل دیا۔ وہ دلچسپی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

وہ لمحے کے لئے اٹکی۔ کئی جواب ذہن میں آئے، کئی جھٹک دیئے۔

"عبادت؟" اس نے سوالیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"یہ آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔" انہوں نے نرمی سے تصحیح کی۔ "اب سوال یہ ہے کہ اگر بصارت سے لی گئی چیزوں کا اثر دل پر پڑتا ہے تو آنکھوں کی یہ ٹھنڈک تمہارے دل کو پر سکون کیوں نہیں کر رہی؟"

www.novelsclubb.com

زمل خاموش بیٹھی رہ گئی۔ ذہن لمحے میں شفاف ہو گیا یوں جیسے آئینے کی سطح پر ہاتھ پھیر گرد صاف کر دی گئی تھی۔ اب سب واضح نظر آنے لگا۔

"یہ تمہیں خود ڈھونڈنا ہے کہ تمہاری غلطی کیا ہے، زمل؟" ان کی آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔

اس نے لب بھینچے اثبات میں سر ہلا دیا۔وہ مزید کچھ نہ کہہ سکی۔وہ ساری زندگی کیا نظر انداز کرتی آئی تھی؟

"زیان نماز پڑھتا ہے نا؟" سائرہ نے یکدم سوال کیا۔

زمل لمحے کے لئے گڑبڑا گئی پھر سنبھل کر پر اعتماد انداز میں مسکرائی۔

"جی۔" کہتے ہوئے گہری سانس لی۔وہ انہیں مزید پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

سالوں کی الجھن کا ایک سرا ہاتھ آ گیا تھا۔آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

سورج آہستہ آہستہ ڈوب ہو رہا تھا۔یہی شام بہت سے رازوں سے پردہ ہٹانے والی تھی۔آفندی ہائیٹس میں ایمپلائز کام سمیٹ رہے تھے۔

بہت خاموشی سے تم تیسری منزل میں آؤ تو طویل کوریڈور میں دراز قد سایہ دبے قدموں سے آگے بڑھ رہا تھا۔اس کا رخ سی ای او کے کمرے کی جانب تھا۔

سیکرٹری کا کیبن خالی تھا۔سایہ چوڑے دروازے کے آگے رکا اور جینز کی جیب سے

چابی نکال کر کی ہول میں آہستگی سے گھمائی۔کلک کی آواز گونجی اور دروازہ کھل گیا۔

کشادہ آفس ڈوبتی شام کی وجہ سے نیم اندھیر تھا۔احتیاط سے دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں ڈالی۔سوئچ پر ہاتھ مارا۔بتیاں لمحوں میں روشن ہو گئیں۔گہری سانس اندر کو کھینچتے ہوئے وہ ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔

ماسک نیچے کرتے ہوئے اس نے جھک کر تیسرا دراز کھینچا۔یوں جیسے وہ جانتا تھا کہ اس کی مطلوبہ شے کہاں موجود ہے۔کاغذ الٹ پلٹ کرتے ہوئے وہ بے اختیار رکا۔تاثرات تن گئے۔دو انگلیوں سے وہ چیز اٹھالی۔

کی چین کے ساتھ نتھی ہولڈر میں لڑکے کی تصویر۔

مٹھی میں دبوچتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا جب کان میں لگا بلیوٹوتھ آلہ بجا۔

"وہ آرہا ہے۔"بھاری آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"آنے دو۔"سیدھے ہوتے ہوئے اس کا انداز بے تاثر تھا۔

اس کے ساتھ ہی ہینڈل گھوما اور جھٹکے سے دروازہ کھول دیا گیا۔ بھاری بوٹوں کی آواز گونجی۔

"میں اسی دن کا انتظار کر رہا تھا۔" بے رحم، ٹھنڈی مگر محظوظ آواز اس کے عقب سے ابھری۔

زیان مٹھی میں وہ کی چین دبوچتے ہوئے پر سکون انداز میں پلٹا اور سر کو خم دیا۔

جینز پر سیاہ شرٹ اور پی کیپ پہنے اس کے تاثرات تنے ہوئے تھے۔ پر کشش کتھئی آنکھوں میں گہری سنجیدگی اور سلگتا سا تاثر تھا۔ چبھتی نگاہوں سے وہ سامنے کھڑے اعتزاز آفندی کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے ڈھونڈنے میں تمہیں ڈھائی سال لگ گئے، ارتضی۔" وہ دروازے کو بند کرتے ہوئے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

زیان اپنے مخصوص تیکھے انداز میں مسکرایا۔

www.novelsclubb.com

"کس نے کہا کہ میں نے تمہیں آج ڈھونڈا ہے، آفندی؟" اس کا انداز استہزائیہ تھا۔

اعتزاز نے چونک کر اسے دیکھا۔ ابرو بے اختیار اکھٹے ہوئے۔

"تم سے صرف ایک غلطی ہوئی ہے، تم نے مجھے آسان شکار سمجھ لیا تھا، یعنی بیوقوف۔" جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اس نے بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"تم مجھے جانتے تھے؟"

"مجھے شک تھا۔ اسے یقین میں بدلنے میں ڈھائی سال لگ گئے۔" وہ پر تپش انداز میں مسکرایا۔ "تم نے مجھے اتنا ڈمب سمجھ لیا تھا کہ میں سب جانتے بوجھتے بھی تمہاری کمپنی میں جاب کرتا؟"

اعتزاز لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔ اسے پہلے ہی اس کا پر سکون انداز کھٹک رہا تھا۔ وہ اب بھی مطمئن تھا۔ اٹھی نگاہیں، پر اعتماد انداز۔

"تمہیں کیسے علم ہوا؟"

زیان پُر تپش انداز میں مسکرایا۔

"تم نے مجھے دھمکی دی تھی کہ تم مجھ پر زمین تنگ کرو گے۔ میں نے کہا تھا میں انتظار کروں گا۔ ایک سال بعد تم نے مجھے افئیرز، اغوا اور ڈرگز کے الزام میں پھنسا دیا۔ تم نے واقعی مجھ پر زمین تنگ کر دی تھی سو مجھے اپنی زمین چھوڑنی پڑی۔"

سلگتی نگاہیں اس کے چہرے پر گاڑے وہ ٹھہرے ہوئے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"میرے پاس پزل کے ٹکڑے تھے۔ بس انہیں فٹ کر کے ایک مکمل تصویر بنانی تھی۔ ایک، جب تم نے مجھے اغوا کیا تھا تو اپنی جیت کے نشے میں تم یوں دھت ہوئے کہ تم نے بتا دیا تھا کہ تم مجھے پر زمین تنگ کرنا چاہتے ہو، وہی بات جو تم نے ایک سال پہلے کہی تھی۔"

اعتزاز سینے پر بازو لپیٹے بس اسے سن رہا تھا۔ چہرہ بے تاثر تھا۔

"دوسرا، میں جانتا تھا کہ میرا دشمن مجھے سعودیہ سے واپس لانا چاہے گا سو یہی ہوا، تم نے مجھے ہیوی پیکیج کے ساتھ جاب آفر کر دی۔ میرا شک تم پر پختہ ہونے لگا۔ تیسرا، اغوا کے دوران تم مجھے ارتضی کہہ رہے تھے اور جاب کے ان تین مہینوں میں بھی تم مجھے ارتضی ہی کہتے رہے۔ آخری، تم نے کہا تھا کہ تمہارے پاس میری تصویر ہے۔ اس بات کو جانچنے کے لئے میں نے تمہارے آفس میں کیمرہ انسٹال کر دیا تھا جس میں، میں یہ کیچ کر چکا تھا۔ مجھے تمہیں ڈھونڈنے میں ڈھائی سال نہیں لگے، میں نے ڈھائی سال صحیح وقت کا انتظار کیا ہے۔"

کتھئی آنکھوں کی کاٹ اعتزاز کو خود میں اترتی محسوس ہوئی۔ ذہن جیسے کئی تانوں بانوں میں الجھ رہا تھا۔ لب باہم پیوست کئے، وہ سامنے کھڑے منتقم کو دیکھتا رہا۔

"آفندی ہائیٹس کے کروڑوں کے نقصان میں میرا ہاتھ تھا۔" اب کہ وہ ہلکا سا مسکرایا۔

اعتزاز کی نگاہوں میں بے یقینی ابھری۔

"میں نے کہا نا، تم مجھے بیوقوف سمجھنے کی غلطی کر چکے تھے۔اپنے دشمن کو قریب تر رکھنے کی پالیسی پر تم نے بخوبی عمل کیا، مجھ پر نظر بھی رکھوائی لیکن ایک بات بھول گئے۔" مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "میں تنہا نہیں تھا۔"

ساری کہانی لمحوں میں واضح ہو گئی۔اعتزاز گہری سانس لے کر سیدھا ہوا۔اندر ابلتے لاوے کو قابو کرتے ہوئے اس نے بظاہر ستائشی انداز میں سر کو خم دیا۔

"واقعی میں نے تمہیں آسان شکار سمجھا تھا۔لیکن ابھی تم یہاں سے نکلے کیوں نہیں؟ تمہارے ساتھیوں نے لازما تمہیں اطلاع دی ہو گی۔" آنکھیں سکیڑے جیسے وہ اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تم سے ایک سوال جاننا تھا۔"

اعتزاز نے سوالیہ انداز میں ابرو چکائے۔

"میں نے جو شارق کے ساتھ کیا تھا، اس کے ایک سال بعد تم نے مجھ پر اٹیک کرنا شروع کیا تھا۔ یہ صرف شارق کا انتقام نہیں تھا، اگر ایسا ہوتا تو تم ایک سال خاموش نہ رہتے۔ یہ کچھ اور ہے۔"

اعتزاز کے اندر جیسے کوئی ابال سا اٹھنے لگا۔ اس نے ضبط سے سر جھٹکا۔ چبھتی ہوئی نگاہوں سے مقابل کو دیکھا۔ کوئی حدت سی تھی جو آنکھوں میں سلگ اٹھی۔

"اور میں اس سوال کا ڈھائی سال سے انتظار کر رہا تھا۔"

زیان آنکھیں سکیڑے، بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ واقعی صرف شارق کا انتقام نہیں تھا۔" اس کا لہجہ زہریلا تھا۔ وہ دو قدم آگے آیا۔ "یہ کی چین حسام ارتضی کا ہے، جانتے ہو مجھے یہ کہاں سے ملا؟"

وہ ہلکا سا چونکا۔ آنکھوں میں کوئی سایہ سا لہرایا۔ اس کی تصویر کا کی چین واقعی حسام کا تھا؟ گردن میں کوئی گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی۔

''حسام ارتضی کا کی چین مجھے میرے باپ کی لاش کے پاس سے ملا تھا۔'' چبا چبا کر کہتے ہوئے اس کی آنکھوں میں سرخ لکیریں اترنے لگیں۔

کتھئی آنکھوں میں نا سمجھی اتری اور پھر ڈھیروں بے یقینی۔ وہ جیسے لمحے کے لئے سن رہ گیا تھا۔

''طلال آفندی کو تمہارے باپ نے قتل کیا تھا۔'' اس کی آواز غراہٹ زدہ سی تھی۔

فضا سے ساری تازگی دم توڑنے لگی۔ دل جیسے کسی منجدھار میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ مزید نہیں۔ وہ ابھی تک بے یقین تھا۔

''ڈیڈ ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ قتل...'' اس کے الفاظ دم توڑ گئے۔

اندر جیسے چھناکے سے کچھ ٹوٹا تھا۔ دل کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا تھا۔ وہ خیال کرنٹ کی طرح ہر شے کی تصدیق کرتا گیا۔ جلن سی رگوں میں برپا ہو گئی۔

"تم خود انکار نہیں کر سکتے، زیان ارتضی۔" اعتزاز استہزائیہ انداز میں مسکرایا۔ "تم اپنے باپ کو جانتے ہو۔"

زیان نے لب بھینچتے ہوئے بمشکل اندر اٹھتے فشار کو قابو کرنا چاہا۔ طوفان حشر مچانے لگا تھا۔

"بدلہ تو مجھے تم سے بھی لینا تھا لیکن تمہاری صورت میں میں نے تمہارے باپ سے بھی بدلہ لیا۔ اس شخص نے مجھ سے میرا سب سے قیمتی رشتہ چھینا تھا، میں نے اسے بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی تنہا کر دیا۔" وہ تنفر سے زہریلے انداز میں کہہ رہا تھا۔

زیان نے نگاہیں جھکا کر کی چین کو دیکھا پھر سر اٹھا کر مقابل کھڑے اپنے دشمن کو... سارے پزل جیسے جڑتے جا رہے تھے۔ لیکن تصویر اتنی بھیانک ہو گی، اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ دل زخمی ہوتا جا رہا تھا۔

"میں تمہیں ارتضی کیوں کہتا ہوں؟ میں خود کو یاد کرواتا ہوں کہ مجھے Irtezas کو تباہ کرنا ہے اور دیکھ لو تمہارا باپ تنہا ہے، تم اکیلے ہو اور تمہاری ماں

تہی داماں ہے۔ لیکن ایک کردار ابھی باقی ہے۔" وہ آخر میں پورے دل سے مسکرایا۔ جیسے مزہ اب آنا تھا۔

زیان کو اپنا وجود جھلستا ہوا محسوس ہوا۔ ایک لمحے کے لئے دل جیسے منجدھار میں ڈوبتے ہوئے اپنی دھڑکن کھو گیا۔ گفتگو اس نہج تک نہیں جانی چاہیے تھی۔ وجود میں چنگاریاں پھوٹنے لگیں۔

"تم سے بھی صرف ایک ہی غلطی ہوئی ہے۔ اگر انتقام کے سفر پر نکلے تھے تو پھر فیملی نہیں بنانی چاہیے تھی۔" وہ راکھ کرتی مسکراہٹ کے ساتھ خباثت سے مسکرایا۔

اس نے پہلو میں گرے ہاتھوں کی مٹھیاں اس زور سے بھینچیں کہ ناخن جلد میں اترنے لگے۔ کئی انگارے تھے جو سلگتے دل سے روح پر پھسل گئے۔ شدید گھٹن کا احساس ہو رہا تھا۔

"ہو سکتا ہے کہ میرے انتقام کے اس کھیل میں اگلا شکار... مسز ارتضی ہوں۔"

وہ خود پر اپنا کنٹرول کھونے لگا۔ سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ بنا سوچے سمجھے اس نے جھپٹ کر اعتزاز کا کالر دبوچا اور اسے جھٹکے سے دیوار سے لگایا۔ کتھئی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔

"اگر تم نے میری بیوی کے بارے میں سوچا بھی تو خدا کی قسم..." وہ دانت پر دانت جمائے غرایا۔ "میں تمہارے اتنے ٹکڑے کروں گا کہ کوئی گن نہیں سکے گا۔"

اعتزاز لمحے کے لئے کچھ نہ کہہ سکا۔ یوں جیسے توقع نہیں تھی لیکن پھر پر سکون انداز میں مسکرایا۔ آہستگی سے اس کا کندھا تھپکا۔ زیان جھٹکا دے کر اسے چھوڑتے ہوئے پیچھے ہٹا۔ خون آشام نگاہوں سے ابھی تک اسے دیکھ رہا تھا۔

"میں مردوں کی جنگ میں عورتوں کو نہیں گھسیٹتا۔ لیکن تمہیں خیال رکھنا چاہیے، صرف میں ہی تمہارا دشمن نہیں ہوں۔ تمہیں پہلے ہی ایک دفعہ اپنی بیوی کو موت کے منہ میں دھکیل چکے ہو۔" اس کے انداز میں اکساتا ہوا چیلنج تھا۔

زیان کو اپنا خون فشار بلند ہوتا محسوس ہوا۔

"تمہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ صرف میرا انتقام نہیں ہے جو میں تم سے لوں گا۔" چبا چبا کر کہتے ہوئے وہ کاٹ دار آواز میں بولا۔اسے شدید گرمی لگ رہی تھی۔یوں جیسے روح جھلس کر وجود کو سلگا رہی تھی۔

اعتزاز نے ستائشی انداز میں سر کو خم دیا۔

"اب میں انتظار کروں گا۔" وہ چیلنجنگ انداز میں مسکرایا۔

زیان نے جھپٹ کر کی چین اٹھایا اور قہر آلود نگاہ اس پر ڈالتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔وہ اس چہرے کے ساتھ نہیں آیا تھا۔تنے تاثرات اور سرخ پڑتی آنکھوں میں مبہم سی اذیت تھی۔

www.novelsclubb.com

اعتزاز نے پر سکون انداز میں اسے جاتے دیکھا۔ گردن کی پشت دباتے ہوئے چہرے پر ریلیکسڈ سا تاثر تھا۔

اس کے کھیل نے نیا موڑ لے لیا تھا لیکن وہ پھر بھی گیم میں تھا۔

☆☆☆☆☆☆

سفید ستونوں والے محل کی فضا ہمیشہ کی طرح خاموش اور کلفت زدہ تھی۔ کشادہ کمرے کی کھڑکیوں کے پار شام دم توڑتی دکھائی دے رہی تھی۔ حسام ڈریسنگ روم کا سلائیڈنگ ڈور کھسکاتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ وہ ابھی آفس سے لوٹے تھے۔ برش اٹھا کر بالوں کو پیچھے جماتے ہوئے ان کا چہرہ خاموش سا تھا۔ آنکھوں کی تھکان اب واضح ہونے لگی تھی۔

برش رکھ کر وہ پلٹے ہی تھے کہ کمرے کا دروازہ جھٹکے سے کھلا۔ ان کے ابرو بے اختیار اکھٹے ہوئے۔ آنکھوں میں بے یقینی ابھری۔

وہ آفندی ہائیٹس سے سیدھا یہاں آیا تھا۔ وہی تنے تاثرات اور سرخ پڑتا چہرہ۔ پیشانی کی رگیں واضح تھیں۔ اس کی آنکھوں میں ان کے لئے کوئی احساس نہیں تھا۔ بس عجیب سی کاٹ اور ڈھیروں بے گانگی تھی۔

حسام ارتضی کا دل لمحے کے لئے جیسے رک گیا۔ کچھ کہنے کے لئے لب کھولے ہی تھے کہ زیان نے جھک کر کی چین سینٹرل ٹیبل پر رکھا اور چبھتے ہوئے انداز میں انہیں دیکھا۔

حسام کے الفاظ حلق میں دم توڑ گئے۔ آنکھوں میں نا سمجھی ابھری۔ سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہ آپ کا کی چین ہے؟" اس کی آواز ضبط سے بھاری ہو رہی تھی۔ وہ جیسے کوئی بھی فیصلہ لینے سے پہلے ایک دفعہ سن لینا چاہتا تھا۔ کوئی موہوم سی امید تھی جو تیز ہوا میں ٹمٹماتے دیے کی طرح ڈول رہی تھی۔

"ہاں لیکن تمہیں کہاں سے ملا؟" ابرو سکیڑے وہ ابھی تک اسے دیکھ رہے تھے۔

یکدم تیز ہوا کا جھونکا آیا تھا۔ زیان نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ ٹمٹماتا شعلہ بجھ گیا۔ دل نئے سرے سے کٹا تھا۔ نگاہوں میں زخمی پن در آیا۔

"طلال آفندی کو آپ نے قتل کیا تھا نا؟" بہت آہستگی سے اس نے شکست خوردہ انداز میں جیسے سرگوشی کی تھی۔ نظریں ڈھیروں کرب لئے ان پر جمی تھیں۔

حسام کو اپنا سانس حلق میں اٹکتا محسوس ہوا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھتے رہ گئے۔

"زیان۔" ان کا انداز شل تھا۔ "یہ... یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"آپ کا یہ کی چین طلال آفندی کی لاش کے پاس سے ملا تھا۔" وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔ آنکھوں میں ملامت بھرا کرب تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے، زیان۔ میں ایسا کیوں کروں گا؟" وہ جیسے تڑپ اٹھے۔

"اسی مال کی وجہ سے جس کی بنا پر آپ اپنے بیٹے کی ماں کو رسوا کر سکتے ہیں۔ آپ کے لئے کیا مشکل ہے؟"

اس کے الفاظ نہیں تھے، وہ سیسہ تھا جو حسام کو اپنی سماعتوں میں اترتا محسوس ہوا۔ روح جیسے تار تار ہوئی تھی۔ اذیت، بے بسی، تکلیف۔ وہ یک ٹک اسے دیکھے گئے۔

www.novelsclubb.com

زیان نے حلق میں پھنسا آنسوؤں کا گولہ نگلتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ کے اس عمل کی وجہ اعتزاز آفندی نے مجھے تباہ کر دیا اور اب..." اذیت غائب ہوئی۔ انداز جارحانہ ہو گیا۔ "اب وہ میری فیملی کے پیچھے ہے۔ میں اسے کنفرنٹ کرنے گیا تھا۔ اٹھے سر اور ہلکے کندھوں کے ساتھ لیکن آپ نے مجھے ایک

بار پھر نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا۔آپ نے ایک دفعہ پھر میری پوزیشن بدترین بنادی۔"

حسام گیلی پڑتی گلابی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔آج انا جیسے پاش پاش ہو گئی تھی۔نہ آنسو چھپانے تھے،نہ ہار مخفی رکھنی تھی۔اب سب عیاں تھا۔

"آپ کیوں بار بار ایسا کر رہے ہیں،کیوں مجھے عزت سے جینے نہیں دے رہے؟کیوں آپ کے اعمال کی سزا مجھے بھگتنی پڑی؟"اس کا انداز زخمی سا تھا۔تنفس جیسے بھاری پڑتا جا رہا تھا۔

"کاش میں آپ کا بیٹا نہ ہوتا تو اتنی ذلت نہ اٹھانی پڑتی۔"

www.novelsclubb.com

تکلیف کسی دہکتی برچھی کی طرح دل میں اترتی گئی۔نگاہیں دھندلانے لگیں۔

"کاش میں ارتضی نہ ہوتا۔"

حسام نے اذیت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔کرب نئے سرے سے امڈ رہا تھا۔

زیان ایک بے بس زخمی نظر ان پر ڈالی اور جھٹکے سے پلٹ گیا۔

پیچھے وہ، اپنی سیاہیوں اور ویرانیوں کے ساتھ تنہا رہ گئے۔

☆☆☆☆☆☆

کمرے میں سائیڈ لیمپس جل رہے تھے۔ زمل نے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹتے ہوئے کلاک کی طرف دیکھا۔ سوئیاں دس سے آگے بڑھ رہی تھیں۔ لب دانتوں سے دبائے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور آہستگی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

لاؤنج ویسے ہی خاموش پڑا تھا۔ ایک غیر ارادی سی نگاہ اسٹڈی کی طرف بھٹکی تو وہ جیسے ٹھٹک گئی۔ ابرو تحیر میں اکھٹے ہوئے۔ وہ گھر کب آیا؟ وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ دروازے کی ذرا سی جھری سے روشنی پھوٹتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے دروازہ دھکیلا۔

صوفے پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھے زیان نے چونک کر سر اٹھایا پھر اسے دیکھ کر لمحے کے لئے کچھ کہنے کے قابل نہ رہا۔ نگاہیں ہٹا لیں۔

"تم کب آئے؟ بتایا کیوں نہیں؟" وہ بغور اسے دیکھتی مقابل صوفے پر بیٹھی۔

"مجھے لگا تم سو گئی ہو گی۔" نگاہیں ٹیبل پر جمائے وہ جیسے نارمل نظر آنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اندر اٹھتا طوفان آنکھوں سے ظاہر ہونے لگا تھا۔

"سب ٹھیک ہے؟" زمل کو جیسے تشویش نے جکڑ لیا۔ کیوں مسکراہٹیں اتنی جلدی مدھم پڑ جاتی ہیں؟

زیان نے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ وہ کیا کرے؟ اپنے باپ کے فعلِ ملعون کی اذیت کو دبائے یا اپنی فیملی کی طرف بڑھتے خطروں کے خوف سے پیچھا چھڑائے؟ یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟

"زیان، تم مجھے پریشان کر رہے ہو۔" وہ آگے ہوئی۔

"کچھ نہیں ہوا، زمل۔ ڈسکشن میں وقت لگ گیا تھا۔" دو انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے اس نے رسان سے کہا۔ سر کے پچھلے حصے میں درد اٹھنے لگا۔

زمل نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ وہ نہیں بتائے گا لیکن اس کے چہرے کی زرد پڑتی رنگت سے صاف واضح تھا کہ اس کے مائیگرین کو جیسے ٹریگر مل گیا تھا۔ وہ

آہستگی سے اٹھی اور دراز سے میڈیسن نکال کر گلاس میں پانی کی دھار انڈیلتے ہوئے گردن موڑی پھر سر جھٹک کر اس کے قریب آئی اور دونوں چیزیں اس کی جانب بڑھائیں۔

کنپٹی مسلتے زیان نے چونک کر اسے دیکھا۔

"تمہیں مجھ سے کچھ چھپانے کی اجازت نہیں ہے...تکلیف تو بالکل بھی نہیں۔" انداز میں نرمی تھی مگر آنکھوں سے خفگی جھلک رہی تھی۔

وہ لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔کچھ دن پہلے وہ اسے اپنی وجہ سے موت کے منہ میں دھکیل گیا تھا...آج پھر اسی کے نام کی دھمکی دی گئی تھی...وہ اپنے خدشات کے ساتھ درست تھا مگر اس میں دوبارہ اپنے خوف کو مجسم دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔

"نہیں لینا؟" زمل نے جیسے تحمل سے پوچھا تھا۔

ہلکا سا سر جھٹک کر زیان نے گلاس تھاما اور دائیں ہاتھ سے گولیاں نگل لیں۔وہ وہیں کھڑی، سینے پر بازو لپیٹے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"اور کوئی حکم؟" گلاس سائیڈ پر رکھتے ہوئے وہ تکان سے مسکرایا۔ وہ فقط اپنے اپنائیت بھرے احساس سے ہی اس کی آدھی پریشانی بانٹ لیتی تھی مگر بے خبر رہتی تھی۔

"جیسے تم فوراً مان جاتے ہو۔" وہ اسی خفگی سے کہتی ساتھ بیٹھی۔ "تمہیں اتنا سب خود تک رکھنے کا بہت شوق ہے؟"

"وہی شوق جو میری بیوی کو ہے۔" سر صوفے کی پشت سے ٹکاتے ہوئے وہ عام سے انداز میں بولا۔

زمل لمحے کے لئے ٹھٹک گئی۔ آنکھوں میں تحیر ابھرا۔

www.novelsclubb.com

"مطلب؟" کسی خدشے کے تحت سوالیہ ابرو چکائی۔

"سب خود رکھنے کی عادت صرف میری نہیں ہے، مسز ارتضی۔"

گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ زمل نے نگاہیں چرا لیں۔ انگلیاں اضطرابی انداز میں آپس میں الجھ رہی تھی۔ چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"سونا نہیں ہے؟" زیان نے نظریں ترچھی کیں۔

زمل نے گہری سانس لی۔

"چلو۔" وہ اٹھی۔

"تم جاؤ۔ آتا ہوں کچھ دیر تک۔" کہتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔

وہ رکی پھر برہمی سے اس کی طرف پلٹی۔ پیشانی کے بل واضح تھے۔

"تم..."

"زمل، پلیز۔" اس نے جیسے تھک کر کہا تھا۔

وہ اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی۔ گردن میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ بدترین احساس پھر سر اٹھانے لگا تھا۔ اس نے آہستگی سے دروازہ بند کر دیا۔

رات آہستہ آہستہ گہری ہوتی ساری اذیتوں کو ثقیل کر رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆

کنٹرول روم میں تناؤ کی کیفیت تھی۔ ملائکہ نے بے چینی سے ٹہلتے ہوئے رک کر اعتزاز کو دیکھا جو مطمئن سا بیٹھا تھا۔

"وہ تمہارے پیچھے آگیا ہے۔ تم اتنے پر سکون کیسے ہو؟"

ابتہاج خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ آنکھوں میں تشویش کی ہلکی سی لہر تھی۔

"اچھا ہے۔ اب کھیل میں زیادہ مزہ آئے گا۔" اس کی بے رحم آنکھوں میں چنگاریاں سلگ اٹھیں۔

"اعتزاز، تم اسے ہلکا لے رہے ہو۔" ملائکہ نے زچ ہو کر کہا۔ "وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ہمیں اندر کروانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔"

"تم یہ کیوں سوچ رہی ہو کہ میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہوں گا؟ کیا میں کوئی جوابی وار نہیں کروں گا؟" اس نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ "فی الحال تو اسے اپنے

باپ کے اعمال کا دکھ اٹھانے دو۔اتنی آسانی سے وہ اگلا وار نہیں کرے گا۔بس دیکھتی جاؤ۔"

ملائکہ نے ضبط سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔ابتہاج کو دیکھا جو ان دونوں سے مکمل لاتعلق تھے۔

"اتنی آسانی سے وہ مجھ پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔"

"یہ تمہارا زعم ہے۔"ابتہاج نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"یہ میرا یقین ہے جو ابھی تک مجھے جیتنے دے رہا ہے۔"اس نے جتاتے ہوئے انداز میں کہا۔

www.novelsclubb.com

ابتہاج ہلکا سا مسکرائے اور آگے ہوئے۔

"اس کی اذیت اس کا اصل باہر لے آئے گی۔پھر تم تماشہ دیکھنا۔"

ان کے الفاظ پر خاموشی چھا گئی۔اعتزاز نے نگاہیں ہٹالیں۔کوئی جواب نہ دیا۔

ملائکہ نے بے بسی سے دونوں کو دیکھا اور سر جھٹک دیا۔

☆☆☆☆☆☆

"وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟" عارب سکتے میں اسے دیکھ رہا تھا۔اسے جیسے سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

زیان نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ سر کا بدترین ہوتا درد اسے پژمردہ کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ، لیکن..."اس نے گہری سانس اندر کو کھینچی۔"میں انہیں ایک چانس دینا چاہتا ہوں۔"

عارب نے گہری سانس لے کر اسے دیکھا۔

"وہی چانس جو تمہیں نہیں دیا گیا تھا۔"

"نہیں دیا گیا تھا اسی لئے میں جانتا ہوں کہ اندھا دھند فیصلہ دھرنے کی اذیت کیا ہوتی ہے۔انہوں نے کوئی وضاحت نہیں دی، لیکن میں اس سب کے بارے میں کھوجنا چاہتا ہوں۔ کیا معلوم کچھ مل جائے۔"وہ آنکھوں کو دو انگلیوں سے مسلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

عارب نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا اور آگے ہوا۔

"کچھ اور بھی ہے نا؟"

زیان نے سر جھکائے گہری سانس اندر کو کھینچی۔اذیت پھر ابھرنے لگی۔اس نے آہستگی سے سر اٹھایا۔

"آفندی نے اور کیا کہا تھا؟" عارب نے جیسے سوال دہرایا۔

"میں نے تمہیں کہا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ میری قسمت کی تباہی اس پر اترے۔میری بربادی فقط میری ہونی چاہیے۔" اس کا انداز تکان زدہ تھا۔

عارب ہلکا سا چونکا۔آنکھوں میں تحیر ابھرا۔

"میں نے اپنی وجہ سے اس کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے، عارب۔میں کیسے سب ریورس کروں؟"

وہ انتہائی شکست خوردہ لگ رہا تھا۔ عارب کے دل کو بے اختیار دھکا سا لگا۔ یہ پہلی دفعہ تھا جب زیان ارتضی نے اپنی اذیت اس کے سامنے رکھی تھی۔ اس نے بے اختیار لب کاٹا۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا، زیان۔" وہ آگے ہوا۔ "ہم اب تمہارے دشمن کو جانتے ہیں، اب وہ اتنا خطرناک نہیں ہے۔ ہم سب مل کر راستہ ڈھونڈ لیں گے۔"

زیان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ ویسے ہی سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا رہا۔ سر میں یوں جیسے دھماکے ہو رہے تھے۔

"کیا تم پیچھے ہٹنا چاہتے ہو؟" اس نے آہستگی سے پوچھا۔

"میں چاہوں بھی تو اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔" اس نے خالی سے انداز میں کہا۔ "میں اپنی فیملی کے لئے گواہ کر بھی دوں تو تب بھی وہ میرے پیچھے آئے گا۔ میرے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔"

عارب لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھتا رہا۔

''ماموں کے کیس کا کیا کرو گے؟''اس نے موضوع پلٹ دیا۔

''ابھی کچھ نہیں سوچا۔''

''تم زیادہ ٹینشن لے رہے ہو۔تم اتنے لاپروا نہیں ہو،سب سنبھال لو گے۔بلیو می۔''عارب نے نرمی سے کہا۔

زیان نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔لیکن کچھ نہیں کہا۔

کیوں اپنے ارد گرد کے لوگوں کی اذیتوں کی وجہ وہ بنتا تھا؟

☆☆☆☆☆☆

اندھیرا بہت دبیز تھا یوں کہ روح میں اترتا محسوس ہو رہا تھا...تہہ در تہہ...لہر بہ لہر...دنیا ختم ہو کر فقط اس سیاہی میں قید ہو چکی تھی۔بصارت اندھی...حسیات مفلوج ہو کر رہ گئی تھیں۔سنسناہٹ رگوں میں اترتی جا رہی تھی۔

''زین۔''مدھر سی آواز...دھیمی سی سرگوشی...محبت کی پکار۔ایک نام...رشتے کی انتہا...زندگی کا محور۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ کرنٹ کھا کر پلٹا تھا۔ سانس کہیں اندر سینے میں ہی اٹکنے لگا۔

گھپ اندھیرے کو وہ سلور مہین سی روشنی متزلزل کر رہی تھی جس کا منبع مبہم تھا۔ اس روشنی کی پاکیزگی اور حلاوت کاملیت کی انتہا کو چھو رہی تھی۔

اس نے بے اختیار چاندی جیسی پگھلتی روشنی کی طرف بڑھنا چاہا لیکن قدم لڑکھڑا گئے۔

یکدم ہی درد کی شدید لہر سر کے پچھلے حصے میں اٹھی اور آگے کی طرف سرایت کرنے لگی۔ یوں لگا کہ سر کے ٹکڑے ہو گئے ہوں۔ اس نے بے اختیار سانس کھینچنے کی کوشش کی۔

www.novelsclubb.com

"وہ ماں ہیں، زیان۔ ماؤں سے کون مقابلہ کرتا ہے؟"

اس کا تنفس تنگ پڑنے لگا۔ کوئی چیز تھی جو سر کو جکڑتی سینے میں اتر رہی تھی۔ سارا جسم سُن ہو رہا تھا۔ روشنی دھند میں اوجھل ہونے لگی۔ کھڑے رہنے کی قوت تمام ہوئی۔ وہ گھٹنوں کے بل گرا تھا۔

"فاصلے بڑھ جائیں تو پھر ہاتھ صرف پچھتاوے آتے ہیں۔"

دھند دبیز ہوتی جا رہی تھی۔اس نے ہاتھ کو جنبش دینی چاہی مگر وجود بھاری ہو رہا تھا۔اس لمحے اسے شدید خوف نے جکڑ لیا۔کیا وہ مرنے والا تھا؟

"انہیں وہ سزا مت دو، زیان ارتضی جو سب ختم کر دے..."

اس نے اٹھنا چاہا مگر بے سود۔ساری طاقت مفلوج ہو گئی تھی۔اندھیرا بڑھنے لگا۔تکلیف بھی بڑھتی جا رہی تھی جیسے کئی سوئیاں جسم میں اتر رہی ہوں۔

"دیر ہونے سے پہلے گھر لوٹ آنا۔"

شائد دیر ہو چکی تھی۔وہ خدا کے سامنے کیسے جائے گا؟ایک سنسنی سی لہر اسے خود میں دوڑتی محسوس ہوئی۔ تنفس بھاری پڑنے لگا۔اسے ایک آخری دفعہ اپنی ماں سے ملنا تھا۔آخری موقع...چند سانسیں...کچھ پل۔وہ ایسے نہیں مرنا چاہتا تھا۔

ذہن پر چھائی دھند بڑھنے لگی۔سانس لینے میں دقت ہونے لگی۔سر کا درد بدترین ہو چکا تھا۔اس پل اسے صرف چند لمحوں کی زندگی چاہیے تھی۔دل کئی ٹکڑوں میں

کٹنے لگا۔ وہ خوف اس کے ہوش چھین رہا تھا۔ آنکھیں بند ہونے لگیں۔ سفید دھند کے پار وہ سیاہ ہیولہ اس پر جھک رہا تھا۔ کیا ملک الموت آن پہنچا تھا؟

"زیان۔"

مدھم سی پکار اپر اندھیرا چھٹتا گیا۔ ذہن سیاہیوں سے آزاد ہوا۔ وہ کرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھا۔ کمرہ زرد روشنیوں میں ڈوبا ہوا تھا لیکن پھر بھی سب سیاہی مائل محسوس ہو رہا تھا۔

"زیان، تم ٹھیک ہو؟" زمل نے اسے کندھے سے جھنجھوڑا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

زیان نے گردن موڑ کر خالی نگاہوں سے اس کا چہرہ
دیکھا۔ خاموش... ویران... خزاں کی مانند سیاہ ہوتی کتھئی آنکھیں۔ زمل کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لیا۔ وہ بے ساختہ آگے ہوئی اور اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھ کو مضبوطی سے تھاما۔

"کچھ نہیں ہوا...ریلیکس... برا خواب تھا، ختم ہو گیا۔" وہ نرمی سے کہہ رہی تھی۔

یکدم ہی زیان کے سر میں درد کی شدید ٹیس اٹھی...وہی بدترین درد جو اس نے کچھ لمحوں پہلے محسوس کیا تھا...شدت بڑھنے لگی۔وہ کراہ کر سر دونوں ہاتھوں میں تھام گیا۔چہرہ پسینے میں نچڑنے لگا۔

"زیان... کیا ہو رہا ہے؟ میری طرف دیکھو۔" زمل کو اپنے ہاتھ پیر پھولتے ہوئے محسوس ہوئے۔ تیزی سے اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹائے۔بیڈ شیٹ پر گرتے خون کے قطرے دیکھ کر وہ سُن رہ گئی۔بے یقینی سے اسے دیکھا جس کے حواس معطل ہو رہے تھے۔

مائیگرین اٹیک بدترین ہو رہا تھا۔زمل کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔ نکسیر کا پھوٹنا عام نہیں تھا۔اس نے تیزی سے اسے شانوں سے تھاما۔

"زیان، ہمت کرو...کچھ نہیں ہو گا۔میری طرف دیکھو...آنکھیں مت بند کرنا۔" اسے لٹاتے ہوئے وہ لرزتی آواز میں کہتی، اس کا ٹھنڈا پڑتا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے

اسے ہوش میں رکھنے کی ناکام سعی کرنے کر رہی تھی۔ ”تم سن رہے ہو ناں، زیان؟“

آواز میں نمی گھلنے لگی۔

گہرے سانس کھینچنے کی کوشش میں وہ بے حال ہونے لگا تھا۔ایسا درد پہلے کبھی نہیں اٹھا تھا...اسے جیسے یقین ہو گیا کہ خواب حقیقت کا روپ دھارنے والا تھا...وہ اسی درد کی شدت سے مرنے والا تھا۔وہ اپنا آخری موقع کھو چکا تھا...اسے دیر ہو گئی تھی...وہ گھر واپس نہیں لوٹ سکا تھا۔موت کی وحشت ہر اندھیرے کو نگل رہی تھی۔

”ممی۔“ درد کی شدت سے مٹھی بھینچتے ہوئے، اس نے ڈوبتی آواز میں پکارا تھا شائد کہ کوئی معجزہ ہو جائے...وہ آخری دفعہ انہیں دیکھ سکے...وہ ایسے نہیں مرنا چاہتا تھا۔

موبائل پر چلتی زمل کی انگلیاں ساکن ہوئیں۔دل میں کچھ بری طرح ٹوٹا تھا۔وہ تڑپ کر اس پر جھکی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تم ایسا کچھ نہیں کرو گے...زیان، تمہیں ہمت رکھنی ہے۔" پلکوں کی باڑ پھلانگتا آنسو پھسل گیا۔ "ممی... ممی تمہارا انتظار کر رہی ہیں... تمہیں ان کے پاس جانا ہے۔"

وہ آخری فقرہ تھا جو زیان ارتضی نے اندھیروں میں ڈوبنے سے پہلے سنا تھا۔ درد کی شدت یکدم ہی بھڑک اٹھی۔ وہ نہیں جا سکا تھا... یہ خیال ہی جان نکال رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے زمل کے ہاتھوں میں اس کا ہاتھ بے جان سا ہو گیا۔ گردن ڈھلک گئی۔

زندگی کے ظُلُمات میں زمل اعظم کو اپنا وجود ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔ روشنیاں گل ہو گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆☆

اگلی قسط:

"کیا وہ زیان ارتضی تھا جس کی محبت میں تم نے مجھے انکار کیا تھا؟"

"موت کی آمیزش، انتقام کے کھیل کا مزہ دوبالا کرے گی۔"

"وہ یہاں اپنے باپ کی بے گناہی کے ثبوت لینے آیا تھا، لعنت ہے تم سب پر۔"

"جن شئیرز کے لئے تم نے زیان کو پھنسایا تھا، وہی شئیرز میں تمہارے سامنے اس کے حوالے کروں گا۔"

جاری ہے۔

باقی آئیندہ ماہ، ان شاءاللہ۔

www.novelsclubb.com